ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

16

17 تا 23 اپریل 2012ء / 24 جمادی الاولیٰ تا یکم جمادی الثانی 1433ھ

اس شمارے میں

تدبیر کنند بندہ تقدیر......

جزوی نہیں کلی اطاعت

میدان حشر کا ہولناک منظر

اتباع سنت کی اہمیت اور تقاضے

نیٹو سپلائی کی بحالی؟

دوڑو اللہ کی طرف!

اس کی پکڑ بہت سخت ہے

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

پردے کے حکم کو ہاتھ سے نہ چھوڑو

ہر چند کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں اور کوئی شہر زمانے کی زبردست تاثیروں سے کسی طرح بچ نہیں سکتا، لیکن جب تک مسلمانوں میں اسلام باقی ہے اور شریعت کی قید سے آزاد نہیں ہوتے، اُس وقت تک ہمارے خاندانوں کی عفت اور پاک دامنی کی حفاظت کے لئے پردے کا ایک ایسا پاک اور محکم قاعدہ موجود ہے جس پر زمانے کے تاثیر کا کوئی افسوں اور کوئی منتر چل نہیں سکتا۔ بعض مسلمان ممالک نے مکان، طعام، لباس اور سواری غرض کہ ہر چیز میں اہل یورپ کی پیروی اختیار کر لی ہے مگر چونکہ شریعت کی پابندی نے انہیں پردے سے آج تک آزاد ہونے نہیں دیا، اس لئے جس قدر عفت اور پاک دامنی وہاں کے مسلمانوں میں اب تک موجود ہے، یورپ کی کسی قوم میں اس کا دسواں حصہ بھی نہیں پایا جاتا۔

پس اے میرے بزرگو و عزیزو!

پردے کے حکم اور مضبوط قاعدے کو ہاتھ سے

نہ چھوڑو کہ اس اخیر زمانے میں صرف یہی ایک چیز باقی رہ گئی ہے جس کی بدولت ہم تمام دنیا کی قوموں پر فخر کر سکتے ہیں اور صرف یہی ایک چیز ایسی ہے جس سے قوم میں غیرت اور حمیت باقی رہ سکتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ!

(پانی پت کے معززین شہر کے نام خط از مقالات مولانا الطاف حسین حالی حصہ اول)

سورۃ ھود

(آیات 78تا80)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝

''اور (لوط کی قوم کے لوگ) ان کے پاس بے تحاشا دوڑتے ہوئے آئے اور یہ لوگ پہلے ہی سے فعل شنیع کیا کرتے تھے۔ (لوط نے) کہا کہ اے قوم! یہ (جو) میری (قوم) کی لڑکیاں ہیں، یہ تمہارے لئے (جائز اور) پاک ہیں۔ تو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں (کے بارے) میں میری آبرو نہ کھوؤ۔ کیا تم میں کوئی بھی شائستہ آدمی نہیں؟ وہ بولے تم کو معلوم ہے کہ تمہاری (قوم کی) بیٹیوں کی ہمیں کچھ حاجت نہیں۔ اور جو ہماری غرض ہے اسے تم (خوب) جانتے ہو۔ (لوط نے) کہا، اے کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا کسی مضبوط قلعے میں پناہ پکڑ سکتا۔''

لوط علیہ السلام کی قوم کے لوگ اُن کے پاس والہانہ دوڑتے ہوئے اور خوشی سے ناچتے ہوئے آرہے تھے کہ آج تو ہمارے لئے بہت ہی عمدہ شکار پہنچ گیا ہے اور وہ پہلے ہی سے ان گندے کاموں میں ملوث تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا: دیکھو، میری قوم کے لوگو! یہ میری بیٹیاں موجود ہیں۔ وہ تمہارے لئے بہت پاکیزہ ہیں۔ اس کے دو معنی کئے گئے ہیں: ایک یہ کہ بیٹیوں سے مراد قوم کی عورتیں ہے، کیونکہ وہ بھی نبی کے لئے بیٹیوں کی مانند ہوتی ہیں۔ نبی تو گویا قوم کے لئے والد کی جگہ ہوتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کے متعلق فرمایا گیا کہ وہ پوری امت کے لئے ماؤں کا درجہ رکھتی ہیں۔ تو گویا یہ میری بیٹیاں ہیں، اللہ نے ان کو تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ اپنی شہوت کا تقاضا پورا کرنے کے لئے صحیح راستہ یہی ہے، اس پر قناعت کرو۔ دوسرا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوط علیہ السلام نے اپنی بیٹیوں کے بارے میں ہی کہا ہو کہ ان کے ساتھ نکاح کرلو، مگر میرے ان مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ کیا تم میں کوئی ایک آدمی بھی شریف اور نیک چلن نہیں رہا۔ یعنی تم میں کوئی تو ایسا نکل آتا جو میرا ساتھ دیتا، میری ہاں میں ہاں ملاتا۔ معلوم ہوتا ہے تم میں ایک شخص بھی شریف النفس باقی نہیں۔ اس پر وہ کہنے لگے، اے لوطؑ! تمہیں خوب معلوم ہے، تمہاری ان بیٹیوں سے ہمیں کچھ سروکار نہیں اور تم خوب جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ اب ادھر ادھر کی باتیں نہ بناؤ اور ہمارے راستے کی رکاوٹ نہ بنو۔

لوط علیہ السلام نے کہا، کاش! میرے پاس تمہارے مقابلے کے لئے کوئی طاقت ہوتی، یا کوئی ایسا مضبوط قلعہ ہوتا جس میں جا کر میں پناہ لے لیتا اور تم سے اپنے آپ کو اور اپنے ان مہمانوں کو بچا لیتا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ لوطؑ پر رحم فرمائے۔ وہ ایک مضبوط قلعے میں تھے (یعنی اُن کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت حاصل تھی)۔'' لیکن اُس وقت جو صورت حال پیش آ گئی تھی اس کے پیش نظر وہ حسرت کا اظہار کر رہے تھے کہ کاش انہیں کسی قلعے میں پناہ مل گئی ہوتی۔ تو یہ بات پیغمبرانہ عصمت کے خلاف نہیں۔ بشری تقاضے انبیاء کرامؑ کے ساتھ بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب جادوگروں کی رسیاں سانپ بن گئی تھیں، تو اُن پر بھی وقتی طور پر خوف طاری ہو گیا تھا۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰةُ الْمُؤْمِنِ وَ الْمُؤْمِنُ اَخُو الْمُؤْمِنِ يَكُفُّ عَنْهُ ضَيْعَتَهٗ وَ يَحُوْطُهٗ مِنْ وَّرَآئِهٖ)) (رواہ ابو داؤد و الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے، اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے، اس کے ضرر کو اس سے دفع کرتا ہے اور اس کے پیچھے سے اس کی (غیر حاضری میں) پاسبانی و نگرانی کرتا ہے۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادار یہ

ایوب بیگ مرزا

تدبیر کنند بندہ تقدیر زند خنداں

اگرچہ نیٹو سپلائی کو مکمل طور پر بند کر دینے کا معاملہ عسکری، حکومتی اور سیاسی قیادت کے کبھی بھی زیرِ غور نہیں رہا۔ سوچ و فکر کے دھاروں نے کبھی یہ رخ اختیار ہی نہ کیا اور زیرِ بحث صرف شرائط ہی رہیں۔ سب سے پہلے فوج نے اپنی شرائط، ضروریات اور مجبوریوں کو ایک ڈرافٹ کی صورت میں حکومت کو پیش کر دیا، جس میں سپورٹ فنڈز کے سابقہ بقایا جات اور جاسوسوں کے متعین ہونے کے حوالہ سے شفافیت کا ذکر تھا۔ اپوزیشن نے اس میں ڈرون حملوں کی ممانعت اور اسلحہ بارود نہ لے جانے کی پخ لگا دی۔ مولانا فضل الرحمٰن آغاز میں کوئی ایسا جارحانہ رویہ اختیار نہیں کیے ہوئے تھے وہ اس قومی سلامتی کی کمیٹی میں بڑے ذوق وشوق سے شریک ہوتے رہے جس کا قیام ہی اس لیے ہوا تھا کہ وہ شرائط طے کرے گی اور امریکہ سے مستقبل میں قائم ہونے والے تعلقات کے لیے بنیادی اصول باقاعدہ تحریری صورت اختیار کریں گے۔ لیکن مولانا نے اچانک پاکستان دفاع کونسل والا موقف اختیار کر لیا کہ کسی صورت نیٹو سپلائی بحال نہیں کی جائے گی لیکن پاکستان کی سطح پر اعلیٰ ترین قیادت اور امریکی سفیر سے ملاقات کے بعد ان کی پرزور ''نہ'' جلد ہی ''ہاں'' میں بدل گئی اور وہ اچھے بچوں کی طرح خاموشی سے پارلیمنٹ کے دوسرے ارکان سے متفق ہو گئے اور قومی سلامتی کی کمیٹی نے پارلیمنٹ میں متفقہ قرارداد پیش کر دی اور اس ہنگ پارلیمنٹ نے ایک عرصہ تک زیروبم دکھانے کے بعد اور طویل عرصہ عوام کو انتظار کی سولی پر چڑھائے رکھنے کے بعد کیا وہی جو اندر کا حال جاننے والے لوگ پہلے دن سے کہہ رہے تھے کہ بالآخر یہ ہوگا۔ فوج اور حکومت کا تو بہرحال یہ مسئلہ تھا کہ ڈالروں کے راستے کی رکاوٹ کو دور کیا جائے۔ اپوزیشن خصوصاً مسلم لیگ (ن) کے بارے میں تو اس حوالہ سے دو ہی باتیں کہی جا سکتی ہیں یا تو تحریک انصاف کے قائد عمران خان کی بات ٹھیک ہے کہ صدر زرداری اور نواز شریف نورا کشتی لڑ رہے ہیں اور اندر سے دونوں ایک ہیں اور مل کر عوام کو بیوقوف بنا رہے ہیں کیونکہ نواز شریف ہر مرتبہ سے جانے کے فوراً بعد اپنا انگوٹھا پھر اسی سوراخ پر رکھ دیتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہ پارلیمنٹ پہلے بھی پورے زور وشور سے عوامی نمائندگی کے نعرے بلند کرتی ہوئی دو عدد متفقہ قراردادیں منظور نہیں کر چکی۔ کہاں گئیں وہ قراردادیں۔۔۔؟ اگر وہ متفقہ قراردادیں ردی کی ٹوکری میں گل سڑ چکی ہیں تو اس قرارداد کا انجام مختلف کیوں ہوگا۔ وہی امریکہ اور وہی پاکستان وہی عسکری و سیاسی قیادت اور وہی پارلیمنٹ نتیجہ کیسے مختلف ہوگا سوائے اس کے کہ اللہ کو کچھ اور منظور ہو۔ مشیت ایزدی کے سوا کسی کے بس کا روگ نہیں کہ اِن لکھی ہوئی باتوں پر عمل کروا سکے کیونکہ امریکی انتظامیہ کھلے بندوں کہہ رہی ہے کہ یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں۔

ہمارا آغاز سے ہی موقف ہے کہ حرام حرام ہے اور حلال حلال ہے۔ سور کا گوشت اور شراب کی بوتل بسم اللہ پڑھ کر چڑھا لینے سے بھی حلال اور جائز نہیں ہو جائیں گے۔ ہمارے نزدیک شرائط اصل مسئلہ نہ تھا نہ ہے۔ اس سوال کا مسلم لیگ (ن) اور جے یو آئی (ف) کے پاس کیا جواب ہے کہ نیٹو کا جو کچھ بھی ہماری سرزمین سے گزر کر جائے گا اس کا مصرف اس کے سوا اور کیا ہوگا کہ نیٹو کے فوجیوں کو مضبوط و توانا کیا جائے اور طالبانِ افغانستان پر کاری ضرب لگائی جائے۔ ہے کوئی سوچنے والا' ہے کوئی حکیم اور دانا جو سمجھے اور

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

17 تا 23 اپریل 2012ء — جلد 21
24 جمادی الاولیٰ تا یکم جمادی الثانی 1433ھ — شمارہ 16

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سمجھائے کہ جب بھائی کے دشمن کے ہاتھ میں تم چابک تھماؤ گے جب اس کے دشمن کے آگے بڑھنے میں تم مدد ومعاون ثابت ہوگے تو بھائی کی نظر میں تم کیا ٹھہرو گے۔ کیا اتنا پرانا سبق انہیں ابھی بھی یاد نہیں ہوا کہ دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے۔ ہم نے طاقتور دشمن کے سامنے نظریں جھکا لینا تو اچھی طرح سیکھ لیا ہے اپنے گریبان میں جھانکنا کیوں نہ سیکھ سکے۔ عالمی میڈیا کے شوروغوغا نے ہمارے کان اس طرح بند کر دیے ہیں کہ ضمیر کی آواز سننے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔

حماقت کی کوئی انتہا ہے کہ ہم توقع کریں کہ اب خیر برآمد ہوگا۔ کبھی جو بیج کر کسی نے گندم کاٹی، کبھی سراب نے پانی کی شکل اختیار کی، کبھی گمراہ نے منزل پائی، کبھی سوراخ والی کشتی بھی ساحل پر لگی، کبھی سورج نے چاند کو اور چاند نے سورج کو پکڑا، کبھی کسی نے آگ سے ٹھنڈک پائی تو اللہ کے دشمنوں سے دوستی اور اللہ کے دوستوں سے دشمنی کیسے بارآور ہوگی۔ آیاتِ الٰہی سے آنکھیں بند کرنے والو! ماضی قریب کی تاریخ پر ہی نگاہ ڈالو اور بتاؤ امریکہ نے دشمنوں کو زیادہ نقصان پہنچایا یا دوستوں کو، تم اس بات کو سمجھتے ہوئے بھی نہیں سمجھتے کہ جس طرح تم امریکہ کے مقروض اور غلام ہو لہٰذا بے بس ہو۔ اسی طرح امریکہ یہودیوں کا مقروض اور غلام ہے۔ امریکہ کی شہ رگ یعنی اس کی معیشت پر یہودیوں کا مکمل قبضہ ہے امریکہ کی زبان یعنی میڈیا براہِ راست یہودیوں کے کنٹرول میں ہے۔ اپنے بچوں کے ناموں کے ساتھ محمد اور احمد کا لاحقہ لگانے والے مسلمانو! تمہیں کیوں یاد نہیں کہ قرآنِ پاک یہودیوں کو مسلمانوں کا بدترین دشمن اور نصرانیوں اور یہودیوں کو باہم ایک دوسرے کا دوست قرار دیتا ہے۔ ہم نے فتویٰ کی زبان سے ہمیشہ پرہیز اور اجتناب کیا ہے لہٰذا ہم اس بحث میں نہیں الجھتے کہ مسلمان ریاست کے خلاف کافروں کا ساتھ دینے والے مسلمانوں کے اسلام کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ البتہ ہم ان پچاس مفتیانِ کرام کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور انہیں خراجِ تحسین پیش کرنا اپنا مقدس فرض سمجھتے ہیں جنہوں نے طالبان کے کے خلاف برسرِ پیکار امریکیوں کی مدد کرنا حرامِ مطلق قرار دیا ہے۔

آخر میں ہم پاکستان کی حکومت بمعہ اتحادی، اپوزیشن، اسٹیبلشمنٹ، نیٹو، خصوصاً امریکی فرعونوں کی خدمت میں عرض کیے دیتے ہیں کہ طالبانِ افغانستان کے خلاف ان کی چالیں اور مکر کبھی کامیاب نہیں ہوگا اس لیے کہ اللہ بہترین چال چلنے والا ہے۔ دنیا کی یہ تمام مذکورہ بالا قوتیں اگر فارسی سمجھتی ہوں تو ان کی خدمت میں عرض ہے تدبیر کنند بندہ تقدیر زند خنداں۔

☆☆☆

بیابہ مجلس اسرار

جزوی نہیں، کلی اطاعت مطلوب ہے

عبادت اور اطاعت درحقیقت ہمہ تن، ہمہ وقت، ہمہ وجود درکار ہے۔ جزوی (Partial) فرمانبرداری کو اطاعت نہیں کہا جا سکتا۔ اللہ کی عبادت تب ہی ہوگی جب اللہ کے تمام احکام مانے جائیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے کچھ احکام مانے جائیں اور کچھ کو چھوڑ دیا جائے تو تجزیہ کرنے پر معلوم ہوگا کہ جن احکام کی تعمیل کی گئی وہ ہمارے نفس کو پسند تھے جبکہ نفس پر بوجھ بننے والے احکام نظرانداز کر دیئے گئے۔ لہٰذا دونوں حالتوں میں ہی درحقیقت نفس کی اطاعت کی گئی، اللہ کی نہیں۔ سورۃ البقرہ میں تمام انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا گیا، (ترجمہ:) ''عبادت کرو اپنے اس رب کی جس نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تم سے پہلوں کو بھی پیدا کیا تاکہ تم بچ جاؤ'' یہاں ''تم سے پہلوں کو بھی پیدا کیا'' کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ دنیا میں سب سے بڑی گمراہی یہی رہی کہ فلاح چیز ہمارے آبا واجداد سے چلی آ رہی ہے۔ تو کیا آباء واجداد گمراہ نہیں ہو سکتے تھے! یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ حتمی چیز صرف اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ اسی کو اختیار کر کے دنیا میں اللہ کی نافرمانی سے جبکہ آخرت میں اللہ کے عذاب سے بچا جا سکتا ہے۔ اس بات کو مثبت طور پر سورۃ البقرۃ کی آیت 208 میں کہا گیا: (ترجمہ:) ''اے ایمان کے دعویدارو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ'' یہاں 33 فیصد سے کامیابی نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی سو فیصد اطاعت درکار ہے۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں منفی انداز اختیار کرتے ہوئے سورۃ البقرۃ کی آیت 85 میں شدید ترین وعید آئی ہے۔

''کیا تم ہماری اس کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک حصے کو نہیں مانتے!'' مثلاً نماز پڑھتے ہو، لیکن سود سے باز نہیں رہتے جس کے بارے میں اللہ نے کہا ہے کہ سودی لین دین میں ملوث فرد کے خلاف میری اور میرے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ یہ تضاد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ آگے فرمایا:

''تو نہیں ہے سزا ان کی جو یہ حرکت کریں تم میں سے سوائے اس کے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل وخوار کر دیئے جائیں (جو کہ آج ہم ہیں) اور قیامت کے دن وہ شدید ترین عذاب میں جھونکے جائیں'' لہٰذا زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنے والے لیکن عملی طور پر اللہ کے احکام میں سے کچھ کو ماننے والے اور کچھ کو پاؤں تلے روند دینے والے شدید ترین عذاب کے مستحق ہوں گے۔

(''بصائر منتخب اخباری کالموں کا مجموعہ'' سے ماخوذ)

میدان حشر کا ہولناک منظر اور جنت کی نعمتیں

سورۂ قٓ کی آیات 26 تا 35 کی روشنی میں فکر انگیز گفتگو

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 30 مارچ 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۂ قٓ کی آیات 26 تا 35 کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات! پچھلے دو اجتماعات جمعہ سے سورۃ قٓ ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ تقریباً آدھی سورت ہم پڑھ چکے ہیں۔ آج ہم اس کی آیات 26 تا 35 کا مطالعہ کریں گے۔ لیکن اس سے پہلے آیات 24 تا 25 کی کچھ مزید وضاحت ہو جائے۔ ان آیات میں گناہ گاروں کو جہنم میں پھینکنے کا حکم ہے، فرمایا جائے گا کہ ''دوزخ میں ڈال دو ہر ناشکرے مخالف (حق) کو، جو نیکی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا اور شبہ میں ڈالنے والا تھا۔'' یہ اوصاف ذمیمہ جن میں بھی ہوں گے، اُن کے متعلق حکم ہوگا کہ انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے۔ ہم مسلمانان پاکستان کو بطور خاص اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ یہ چیزیں ہم میں بھی پائی جاتی ہیں۔ ہم نے اللہ کی ناشکری کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہندو اور انگریز کی دوہری غلامی سے نجات دی، اور معجزانہ طور پر یہ ملک عطا کیا، تاکہ یہ دیکھے کہ نعمت آزادی پا لینے کے بعد ہم اُس کا شکر ادا کرتے ہیں یا ناشکری کی روش اپناتے ہیں۔ اپنے وعدے کے مطابق ملک میں اسلام نافذ کرتے ہیں یا انگریز کے نظام ہی کو سینے سے لگائے رکھتے ہیں۔ لیکن ہم نے ناشکری کی انتہا کر دی۔ نفاذ اسلام کی بجائے یہ کہنے لگے کہ یہ ملک اسلام کے لئے نہیں بنا، اور دو قومی نظریہ کوئی تصور تھا ہی نہیں۔ ہم نے نہ صرف حق کی مخالفت کی بلکہ خیر و بھلائی کا راستہ بھی روکتے رہے ہیں۔ اس کی تازہ ترین مثال نصاب تعلیم میں کی گئی تبدیلیاں ہیں۔ حکومت پنجاب نے (اور خیبر پختونخوا نے بھی) نویں اور دسویں جماعت کے اسلامیات کے نصاب میں سے قرآن پاک کی تینوں سورتوں (یعنی الانفال، الاحزاب اور الممتحنہ) کو نصاب سے خارج کر دیا ہے اور اُن کی جگہ قرآن مجید سے صرف دس آیات شامل کی گئی ہیں۔ گویا ایک سو اکسٹھ آیات کی جگہ صرف دس آیات کو شامل نصاب کیا گیا ہے۔ اسی طرح اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر مشتمل احادیث مبارکہ کا خوبصورت گلدستہ بھی نکال کر احادیث کے تعارف اور اقسام کے حوالہ سے نہایت دقیق فنی مباحث چھیڑ کر قوم کے نونہالوں کے ذہنوں کو کنفیوز کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مزید برآں سیرت النبیؐ کے حصے میں سے بھی کافی اہم حصہ خارج کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح حق کا راستہ روکنے کا مظہر یہ بھی ہے کہ تعلیمی اداروں میں میوزیکل کنسرٹس تو ہو سکتے ہیں، مگر درس قرآن نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ درس قرآن سے نوجوانوں کی دینی خطوط پر ذہن سازی ہوگی۔ قرآن کا بیان ہوگا تو روشن خیالی، ماڈریشن، مادر پدر آزادی، بے حیائی کی اشاعت اور میراتھن جیسے پروگراموں کے انعقاد میں رکاوٹ پیدا ہوگی اور مغرب کی بے خدا، بے حیا اور ننگی تہذیب کو آزادانہ آگے بڑھنے کے مواقع نہ مل سکیں گے اور یوں پاکستان کا وہ سافٹ امیج دنیا کے سامنے نہ آسکے گا جو حکمران لانا چاہتے ہیں۔ ہم حد سے تجاوز بھی کر رہے ہیں۔ اس کی ایک نمایاں مثال سابق فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف کے دور میں حدود قوانین کے خاتمہ کی غرض سے حقوق نسواں بل کی منظوری ہے۔ اس بل کو اسمبلی سے تمام مکاتب فکر کے علماء کی جانب سے شریعت کے یکسر منافی اور زنا کا لائسنس قرار دینے کے باوجود منظور کرایا گیا۔ کیونکہ اس کے ذریعے بدکاری کی حوصلہ افزائی کی جا رہی تھی۔

اسلام اور اُس کی روشن تعلیمات کے حوالے سے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے ضمن میں بھی ہم نے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ ہمارے ہاں میڈیا پر ایسے لوگوں کو نمایاں کیا جا رہا ہے جن کی گفتگوؤں سے مسلمانوں میں اختلافات اور دوریاں پیدا ہوں اور ناپختہ کار لوگ دین سے برگشتہ ہو جائیں۔ وہ بحثیں عام کی جا رہی ہیں جن کی حقیقت کا عام آدمی کو پتہ نہیں ہوتا۔ شکوک و شبہات پیدا کرنے والے لوگوں کی سب سے بڑی مثال قادیانی ہیں۔ قادیانیت اسلام کے خلاف بہت بڑا فتنہ ہے۔ یہ اسلام کی بنیادوں کو منہدم کرنے کی سازش ہے۔ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ اس قدر اہم ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد جب نبوت کے جھوٹے دعویدار کھڑے ہوئے اور بہت سے لوگ جھوٹی نبوت کو مان کر مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اُن کے خلاف جہاد کیا۔ اس جہاد میں کئی ہزار مسلمان شہید ہوئے اور ایک لاکھ مرتدین مارے گئے۔ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپؐ کے بعد کسی اور کی نبوت و رسالت کا عقیدہ اسلام کی شاندار عمارت کو ڈھانے کے مترادف ہے، مگر افسوس کہ قادیانی فتنہ ہمارے ہاں کھلے عام پھیل رہا ہے۔ قادیانی اسلام بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت کے معاملے میں سادہ لوح ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کر کے اُن کے عقیدے کو خراب کر رہے ہیں۔ عام آدمی جسے دین کا علم نہیں ہوتا، اُن کی باتوں میں آ جاتا ہے اور اپنا ایمان ضائع کر بیٹھتا ہے۔

اب سورۂ قٓ کے مطالعہ کی طرف آیئے آیت 26 میں فرمایا:

﴿ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ﴾

''جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود مقرر کر رکھے تھے۔ تو اس کو سخت عذاب میں ڈال دو۔''

یعنی وہ لوگ کہ جن کے بارے میں حکم ہوگا کہ جہنم میں ڈالے جائیں، اُن کے کچھ مذموم اوصاف تو اوپر ذکر ہوئے۔ لیکن اُن کا بہت بڑا جرم شرک تھا۔ انہوں نے دنیا میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنائے رکھا تھا۔ وہ کہتے تو یہی رہے کہ میرا رب اللہ ہے، مگر انہوں نے اپنے نفس کو معبود بنایا اور اُس کی بندگی کرتے رہے۔ اللہ کو بڑا جاننے اور ماننے کی بجائے دنیا کی سپر پاور کو بڑا سمجھا۔ اُسی کو ساری

طاقت اور اختیارات کا حامل خیال کیا۔ اللہ سے ڈرنے کی بجائے امریکہ سے ڈرتے رہے۔ وہ اللہ اکبر کی بجائے زبان حال سے (معاذ اللہ) امریکہ اکبر کہتے رہے۔ اور اللہ کی غلامی کی بجائے امریکہ کی غلامی میں اپنی نجات سمجھتے رہے۔ ہم اہل پاکستان آج اسی المیہ سے دوچار ہیں۔ ہم نے امریکی غلامی کا قلادہ گلے میں ڈالا ہوا ہے۔ اس کا مظہر نائن الیون کے بعد امارت اسلامی افغانستان کے خاتمے کی امریکی جنگ میں امریکہ سے تعاون کی مجرمانہ پالیسی ہے۔

یہ بات دنیا پر آشکارا ہو چکی ہے کہ نائن الیون امریکہ کا خود ساختہ ڈرامہ تھا، جس کی آڑ میں وہ افغانستان کی اسلامی امارت اور جہادی تحریک کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا۔ ہم اِس ناروا جنگ میں امریکہ کے اتحادی بنے اور اُس کی ہر طرح سے مدد کی۔ سلالہ حملے کے بعد اگرچہ ہم امریکہ سے کچھ ناراض ہوئے اور نیٹو سپلائی بند کر دی تھی، مگر اب یہ کہا جا رہا ہے کہ امریکہ ہمارے معاشی مفادات کا تحفظ کرے، ہمیں مزید ڈالر دے تو اپنے افغان مسلمان بھائیوں کے قتل اور امارت اسلامی کے خلاف شروع کی گئی امریکہ کی ظالمانہ اور نا منصفانہ جنگ میں تعاون کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیں گے اور نیٹو سپلائی پوری طرح بحال ہو جائے گی۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عدل وانصاف، اسلامی تعلیمات اور اللہ کی ناراضی کی ہمیں کوئی پروا نہیں۔ ہمیں غرض اپنے مالی مفادات سے ہے۔ ان کے لئے ہم پہلے کی طرح ہر چیز، ہر اصول قربان کرنے اور ساری باتیں ماننے کو تیار ہیں۔ خود ہی سوچئے ایسی قوم پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار نہیں ہو گی تو اور کیا ہو گا۔

اگلی آیت میں فرمایا:

﴿قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ ۢ بَعِيْدٍ ﴿٢٧﴾﴾

’’اس کا ساتھی (شیطان) کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ آپ ہی رستے سے دور بھٹکا ہوا تھا۔‘‘

یہاں ’’قرین‘‘ سے مراد وہ شیطان ہے جو انسان کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے۔ سورۂ زخرف آیات 36،37 میں ہے کہ ’’اور جو کوئی اللہ کی یاد سے آنکھیں بند کر لے (یعنی تغافل کرے) ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہ اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔ اور یہ (شیطان) ان کو رستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ سیدھے راستے پر ہیں۔‘‘ حدیث صحیح میں آتا ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جو اُسے نیکی کی تلقین کرتا ہے اور ایک شیطان ہے جو اُسے بدی کی راہ پر لے جانے کی شدید کوشش کرتا ہے۔

اس شیطان نے دنیا میں اپنا کام بھرپور طریقے سے انجام دیا۔ وہ ہر دم انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہا، مگر آخرت میں اپنی بریت کرے گا اور سارا الزام اُس شخص پر تھوپے گا جس کا مقدمہ پیش ہو گا کہ یہ شخص خود ہی گمراہ تھا ورنہ میری بات کو نہ سنتا اور میری کوشش کے باوجود راہ راست پر رہتا۔ قرآن حکیم میں کئی اور مقامات پر بھی یہ بات آئی ہے کہ شیطان روزِ محشر انسان کی گمراہی سے اعلان براءت اور اپنے بری الذمہ ہونے کا دعویٰ کرے گا۔

انسان اور شیطان کا یہ بحث ومباحثہ جاری ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ کن ارشاد ہو گا:

﴿قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٢٩﴾﴾

’’(اللہ) کہے گا کہ ہمارے حضور میں ردّ وکد نہ کرو۔ ہم تمہارے پاس پہلے ہی (عذاب کی) وعید بھیج چکے تھے۔ ہمارے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور ہم بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتے۔‘‘

اللہ فرمائے گا کہ میرے دربار میں آپس میں جھگڑا مت کرو۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ دنیا میں کس نے کیا کیا۔ اس بحث وجدال کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ ایک دوسرے پر الزام تراشی تمہیں انجام بد سے نہیں بچا سکتی۔ میں لوگوں کو اس انجام سے پہلے ہی خبردار کر چکا ہوں۔ میرے بھیجے ہوئے پیغمبروں نے یہ بات بتا دی تھی کہ اللہ کی نافرمانی اور دین سے غداری کا نتیجہ کیا ہو گا۔ لہٰذا یہ بات اب پوری ہو کر رہے گی، کیونکہ میرے ہاں کوئی بات ٹالی نہیں جاتی۔ میری سنت اور ضابطہ تبدیل نہیں ہوتا۔ پھر یہ بات بھی جان لو کہ تمہارا یہ انجام بد تمہارے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہے، ورنہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں۔ تم نے خود ہی دین سے بے وفائی کر کے اور اللہ کی اطاعت سے منہ موڑ کر اپنے ساتھ ناانصافی کی اور بُرے انجام والا راستہ اختیار کیا۔

پھر جہنم سے سوال ہو گا:

﴿يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿٣٠﴾﴾

’’اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گئی؟ وہ بولے گی کہ کچھ اور بھی ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے جہنم کو سرکش جنات اور نافرمان انسانوں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ جب یہ ان سے بھر جائے گی تو اللہ اُس سے پوچھے گا کیا تو بھر گئی ہے، یا ابھی گنجائش باقی ہے۔ جہنم کا جواب ہو گا، کیا کچھ اور بھی ہے۔ میں ظالموں سے انتقام لینے کے لئے بے تاب ہوں، جنہوں نے حق کے معاملے میں بے انصافی کی، جان بوجھ کر حقیقت سے چشم پوشی کی اور شیطان کا ساتھ دیا۔ جہنم میں بے شمار گناہ گار انسانوں اور جنات کو پھینکا جا چکا ہو گا، مگر وہ اتنی حریص ہو گی کہ پھر بھی کہے گی کہ اگر کچھ اور بھی ہے تو وہ بھی لاؤ۔ اس کے ان الفاظ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ معاملہ کس قدر ڈراؤنا اور خوفناک ہو گا۔ اللہ ہمیں اُس سے محفوظ رکھے۔

آگے جنت اور اہل جنت کا تذکرہ ہے۔ فرمایا:

﴿وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿٣١﴾﴾

’’اور بہشت پرہیزگاروں کے قریب کر دی جائے گی (کہ مطلق) دور نہ ہو گی۔‘‘

میدان حشر کہاں ہے، اس بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ وہ اسی زمین پر ہو گا۔ انسان مرنے کے بعد پیوند خاک ہو جاتا ہے۔ اُس کے خلیے یہیں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ اُسے یہیں سے اُٹھا کر لا کھڑا کیا جائے گا۔ البتہ جنت جس کے بارے میں یہاں فرمایا گیا کہ وہ متقین کے قریب کر دی جائے گی، اس قریب کرنے کی کیا کیفیت ہو گی، اس بارے میں ہم نہیں جان سکتے۔ اس کی حقیقت اُسی وقت کھلے گی۔ جنت دور بھی نہیں ہے، سے واضح ہے کہ وہ اہل تقویٰ کے بہت قریب ہو گی اور انہیں اُس کی خوشنمائی اور رنگا رنگی صاف نظر آ رہی ہو گی۔ اہل جنت کے لئے یہاں ’’متقین‘‘ کا لفظ آیا ہے۔ متقین کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچتے رہے اور انہوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ جس کو رب مانا ہے، ہمیں اُسی کی وفاداری کرنی ہے اور نفس کی پیروی سے اجتناب کرنا ہے۔ تقویٰ اللہ کے حضور پیشی اور جوابدہی کے احساس کے تحت اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے اور نفس پر قابو پانے کا نام ہے۔ یعنی آدمی ہر قدم پر یہ دیکھے کہ میں جو کام کر رہا ہوں، یا جو لفظ میرے منہ سے نکل رہا ہے، اُس سے اللہ ناراض تو نہیں ہو گا۔ کیا میں اس کا حساب دے سکوں گا۔ جس شخص کو جوابدہی کا احساس ہو وہ ذمہ دارانہ اور محتاط طرز عمل اپناتا ہے۔ وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو اللہ کی ناراضی کا باعث بنے۔ ہم میں سے ہر شخص کو خود کو تقویٰ کی اس کسوٹی پر پرکھنا چاہئے۔ اللہ ہمیں جنت میں داخل کرے۔ (آمین)

اہل جنت سے کہا جائے گا:

﴿هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿٣٢﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ

مُّنِيۡبِ ﴿۳۳﴾

”یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (یعنی) ہر رجوع لانے والے، حفاظت کرنے والے سے۔ جو اللہ سے بن دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع لانے والا دل لے کر آیا“

کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ جنت جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا۔ یہ ہر اُس شخص کے لئے ہے جو ”اواب“ اور ”حفیظ“ رہا ہوگا۔ یہ گویا متقین ہی کی مزید شرح آ رہی ہے، اواب کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں سے دنیا میں اگر کبھی گناہ سرزد ہو جاتا تھا تو فوراً اللہ کی جانب لپکتے اور توبہ کرتے تھے۔ یہ نہیں تھا کہ ایک بار گناہ کیا تو پھر گناہ کا احساس ہی نہ رہا، گناہوں کے دلدل میں دھنستے اور سرکشی میں آگے ہی بڑھتے چلے گئے ۔ وہ حفیظ یعنی یاد رکھنے والے تھے۔ جو حقائق قرآن حکیم نے اُن پر منکشف کئے، وہ اُن کو یاد رکھتے تھے۔ اللہ کی یاد اُن کے ذہنوں میں ہر وقت تازہ رہتی تھی۔ وہ غیب میں رہتے ہوئے رحمٰن سے ڈرتے رہتے تھے۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ امریکہ سے تو ڈرتے ہیں کہ وہ غیب میں نہیں ہے، مگر اللہ سے نہیں ڈرتے ۔ ساری دنیا میں امریکہ ایک بڑی مادی قوت دکھائی دیتا ہے، لہٰذا چھوٹے سے چھوٹے معاملہ میں بھی اُس سے ڈر جاتے ہیں ، مگر رب ذوالجلال جس کے ہاتھ میں کل طاقت واختیار ہے، چونکہ غیب میں ہے، لہٰذا اُس سے ہمیں خوف نہیں آتا۔ بہرکیف متقی وہی ہے جو غیب میں رہتے ہوئے اللہ سے ڈرے۔ جسے ہر وقت یہ فکر ہو کہ میرے کسی قول یا فعل سے میرا رب مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ میں کوئی ایسا کام نہ کروں، جس سے مجھ پر اُس کا غضب آئے۔ جو لوگ اللہ کے سامنے قلب منیب لے کر آئے ہوں گے۔ جن کا دل اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ وہ ظاہراً بھی اپنی خطا اور گناہ پر اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے اور ان کے دلوں میں بھی گناہ اور خطا پر ندامت اور پشیمانی پیدا ہوتی تھی۔ ایسے لوگوں سے کہا جائے گا:

﴿ ادۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوۡمُ الۡخُلُوۡدِ ﴿۳۴﴾

”اس میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔“

یعنی یہ جنت جو اب تمہارے بہت قریب آ چکی ہے، اس میں داخل ہو جاؤ۔ اب تمہیں یہاں سے نکلنے کا کوئی کھٹکا نہیں ہوگا ۔ دنیا میں تمہارا قیام تو عارضی اور امتحان کے لئے تھا۔ مگر اب تم یہاں جو داخل ہوئے ہو تو یہ داخلہ ابدالآباد تک کے لئے ہے۔ یہاں موت نہیں آئے گا اور نہ نعمتوں کے چھیننے کا ڈر ہوگا۔ یہاں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہوگا جو تم چاہو گے، جس کی تم خواہش کرو گے۔ دنیا میں انسان حدود اللہ کیوں توڑتا ہے؟ اس لئے تاکہ نفس کی بے لگام خواہشات کو پورا اور زیادہ سے زیادہ مال و دولت حاصل کر سکے۔ لیکن اللہ یہ بتاتا ہے کہ یہاں کچھ عرصے کے لئے صبر کر لو، نفس کو لگام دو، اس کے نتیجے میں آخرت میں تمہاری ہر خواہش پوری ہوگی ۔ جو بھی تمہارا جی چاہے گا تمہیں ملے گا۔ یہی نہیں ہمارے پاس مزید بھی بہت کچھ ہے جو ہم تمہیں دیں گے۔ یہ بڑا شاہانہ انداز ہے۔ ایک تو ہم تمہیں ہر وہ چیز دیں گے جو تم چاہو گے، لیکن اِس کے علاوہ ہم وہ نعمتیں بھی تمہیں دیں گے جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جنت میں انسان کو ایسی ایسی نعمتیں ملیں گی جو اُس کے سان گمان میں بھی نہیں ہوں گی۔ حدیث رسول ﷺ کے مطابق یہ نعمتیں ایسی ہوں گی جو کسی انسان نے نہ کبھی دیکھی ہوں گی، نہ اُن کے متعلق سنا ہوگا اور نہ اُس کے ذہن ہی میں کبھی اُن کا خیال آیا ہوگا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں جگہ دے اور ان انعامات سے نوازے اور ہمیں قرآن وسنت کی ہدایات وتعلیمات کے مطابق اپنے ذہنی سانچے کو ڈھالنے اور اپنے عمل کو استوار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

پریس ریلیز — حافظ عاکف سعید

نیٹو سپلائی کی بحالی ہر صورت میں غلط اور نقصان دہ ہوگی

نیٹو سپلائی کی بحالی ہر صورت میں غلط اور نقصان دہ ہوگی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارا اختلاف نرم یا سخت شرائط کے حوالے سے نہیں ہے بلکہ ہمارا اختلاف اصولی ہے کہ کسی غیر مسلم ملک کو اسلامی ملک پر حملہ آور ہونے کی صورت میں کسی قسم کی مدد، تعاون یا راہداری مہیا کرنا شرعی، قانونی اور اخلاقی طور پر غلط ہے' اس سے امت مسلمہ کی وحدت کو شدید نقصان پہنچے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہماری پارلیمنٹ اِس سے پہلے بھی دو متفقہ قراردادیں منظور کر چکی ہے جو ردی کی ٹوکری کی نذر ہو گئیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ضمانت کون فراہم کرے گا کہ بند کنٹینروں میں اسلحہ نہیں صرف خوراک اور دوائیں جا رہی ہیں۔ اُنہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ صرف انتخابات کے قریب ہونے کی وجہ سے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے۔ اُنہوں نے وکی لیکس کی طرف سے منظر عام پر آنے والی اُن خبروں کا بھی ذکر کیا جن کے مطابق ہمارے وزیر اعظم نے کہا تھا کہ امریکہ ڈرون حملے جاری رکھے ہم اسمبلی میں اس کی مذمت کرتے رہیں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومت کو عوام سے فریب کاری اور دھوکہ بازی ختم کر دینی چاہیے۔ (13 اپریل 2012ء)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھائیے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس کے لئے رابطہ: (مع جوابی لفافہ)

شعبہ خط وکتابت کورسز

قرآن اکیڈمی 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 35869501-3
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

اتباع سنت کی اہمیت اور تقاضے

مولانا حمید حسین کی فکر انگیز گفتگو

ترتیب: نعیم اختر عدنان

’’جس طریقے سے امت کے اولین حصے نے اصلاح پائی تھی ویسے ہی امت کا آخری حصہ بھی اصلاح پا سکے گا۔‘‘ اس قول کی پہلے بھی بہت اہمیت تھی مگر امت کی موجودہ زبوں حالی میں یہ قول بہت زیادہ معنویت کا حامل اور غور وفکر کا متقاضی ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا حمید حسین نے 23 مارچ کو بعد نماز مغرب جامع مسجد امام بخاریؒ فیروز والا میں منعقدہ ایک دینی مجلس میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پوری انسانیت کے لئے بندگی واطاعت خداوندی کا کامل نمونہ ہیں۔ آپ ﷺ انسانیت کے لئے ’’واحد معیار‘‘ ہیں۔ اس معیار حق کو جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہر وقت پیش نظر رکھا اور اس کو اپنا کر روشن مثالیں قائم فرما دیں۔

آج ہمیں پورے شعور سے یہ جائزہ لینا چاہیے کہ ہم عملی زندگی میں کہاں کہاں دور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرق وامتیاز روا رکھتے ہیں۔ دروس قرآن کی محافل ہوں، سیرت النبی ﷺ کی مجالس ہوں، وعظ ونصیحت کے حلقے ہوں، تالیف وتدوین کے سلسلے ہوں یہ سب کام اپنی جگہ مبارک اور اہم ہیں، مگر غور طلب معاملہ یہ ہے کہ دین کے حوالے سے جاری ان سرگرمیوں میں اضافے کے باوجود بحیثیت امت عمل کا پہلو کافی کمزور ہے۔ علم کی بہت زیادہ اہمیت اور افادیت ہے، اپنی ذات میں علم کبھی وبال نہیں ہوتا مگر جب علم پر عمل نہ ہو تو یہ وبال بھی بن جاتا ہے۔ آج ہمارا مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ہم ’’لاعلم‘‘ ہیں بلکہ ہمارا اصل المیہ یہ ہے کہ ہم بہت کچھ جاننے کے باوجود اپنے علم پر عمل پیرا نہیں ہیں۔

جو لوگ دین کے ساتھ سرگرم عمل ہیں، دینی سرگرمی میں مصروف کار ہیں، کسی دینی شخصیت کی وجہ سے یا کسی دینی تحریک اور اجتماعیت کی وجہ سے، انہیں خصوصاً اس چیز کا خیال رکھنا ہوگا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہم خود صحیح العقیدہ ہونے کے دعویدار ہوں، اپنے آپ کو عاشق رسول ﷺ گردانتے ہوں، آخرت کی فکر کو اپنی فکر بنا لینے والوں میں شامل ہوں، ہماری عبادات عین سنت کے مطابق ہوں، ہمارا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہو، ایسے تمام دعوے درست ہو سکتے ہیں۔ لیکن کیا اِسی پر اکتفا کیا جا سکتا ہے؟ کیا عقیدۂ توحید کا اقرار وافتخار ہی کافی ہے؟ عبادات سنت کے مطابق، وضع قطع سنت کے مطابق یہ سب کچھ بجا، مگر کیا حقیقی طور پر متبع سنت ہونے کی حقیقی بنیادیں یہی ہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ میری اور آپ کی وضع قطع تو عین سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہے مگر ہمارا رویہ اور مزاج سنت سے متصادم ہے، ہم عملاً رحم دلی سے کوسوں دور ہیں۔ فیاضی کا جذبہ ہم میں موجود ہی نہیں۔ انکساری کا رویہ اور غم خواری کا طرز عمل، اس کا کوئی مظاہرہ عملی زندگی میں موجود نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں سوچنا چاہیے بقول شاعر۔

تیرے حسن خلق کی اک رمق میری زندگی میں نہ آسکی
میں اِسی سے خوش ہوں کہ شہر کے در و بام کو تو سجا دیا

آج ہم اپنے عملی رویے اور کردار کی وجہ سے دین کی متفقہ بنیاد پر بھی اختلاف پیدا کر لیتے ہیں۔ حضور ﷺ کی پاکیزہ اور مقدس زندگی کو مختلف خانوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ آپؐ کی حیات طیبہ کے کسی ایک پہلو کی اتباع اور پیروی کر کے ہم خود کو ’’اتباع نبویؐ‘‘ کا مصداق قرار نہیں دے سکتے۔ ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطحوں پر ہر جگہ اور ہر ہر مرحلہ پر اُسوۂ نبوی ﷺ کو اپنانا ہوگا، ہمہ وقت اور ہمہ وجوہ بندگی اور اتباع کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ مفید اور غیر مفید کو الگ الگ کرنا ہوگا۔ مفید اور غیر مفید کا تعین دین اور سنت نبوی ﷺ کی اساس پر ہوگا۔ پسند اور ناپسند، مرغوب اور مکروہ، چاہت اور رغبت غرض ہر حوالے سے آپ ﷺ کا اُسوۂ حسنہ ہمارے لئے واقعی پیروی کا بہترین نمونہ بن جائے۔ فرمان رسالتؐ ہے کہ آدمی ہرگز صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک اُس کی خواہش نفس اُس تعلیم کے تابع نہ ہو جائے جو میں لے کر آیا ہوں۔ لہٰذا عملی زندگی میں اتباع رسول ﷺ یا اُسوۂ رسولؐ کو اپنانے اور اختیار کرنے کے اعتبار سے کوئی حد بندی، کوئی خانہ سازی قائم نہیں کی جا سکتی۔ پگڑی کی رنگت، ظاہری وضع قطع، عبادات میں مخصوص اعمال جیسے رفع یدین کو اختیار کرنے اور نہ کرنے کو اتباع سنت کے نقطۂ نظر سے ایک دائرہ کے اندر محدود کرنا، اسے پورا دین بنا لینا، اسی طرز فکر وعمل کو اتباع سنت قرار دے دینا ہماری شخصی وانفرادی اور ملی واجتماعی کمزوری اور زوال کا سبب اور باعث ہے۔ ہمارا یہی رویہ اور ذہنیت ہماری شخصیت کو بھی ناقص بنا رہا ہے اور امت کی بھی مختلف دائروں اور گروہوں میں تقسیم در تقسیم کا باعث بنا ہوا ہے۔

اتباع رسول ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہم حضور کی پوری زندگی کو اپنائیں۔ اُسوۂ نبوی ﷺ کے حوالے سے ایک اہم حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زندگی ہی اُسوۂ نبوی ﷺ کے حوالے سے معیار اور پیمانہ ہے۔ صحابہ صحبت نبوی ﷺ سے فیض یافتہ تھے۔ آپ ﷺ کے مربی اور اُستاد خود رب کائنات تھے، جیسے نبی ﷺ اپنی ذات میں ’’اُسوۂ اور نمونہ‘‘ کا واحد معیار ہیں، ویسے ہی بحیثیت جماعت اور امت صحابہ کرامؓ کی جماعت ہمارے لیے معیار عمل ہے۔ ایک متفق علیہ حدیث کے مطابق میدان حشر میں لوگوں کی وحشت وگھبراہٹ کے وقت تمام انبیاء کی طرف سے بارگاہ الٰہی میں کچھ عرض کرنے سے معذوری کا اظہار کیا گیا مگر آپؐ نے ایسا نہ کیا۔ علماء نے اس امر کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دنیا میں کسی نبی اور رسول کے لئے اللہ کی طرف سے معافی وبخشش کا اعلان نہیں ہوا سوائے آپ ﷺ کے۔ بالکل اسی طرح جماعت صحابہؓ ہی واحد جماعت ہے جن کے بارے میں دنیا ہی میں رضائے الٰہی کا اعلان کر دیا گیا۔ جیسے انبیاء کے مابین مراتب کا فرق وامتیاز ہے بالکل اِسی طرح امتیوں کے مابین بھی مراتب کا فرق ہے۔ نبی ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ کے مقام ومرتبہ کے حوالے سے کوئی جماعت صحابہؓ کی عظمت کے ہم پلہ اور برابر نہیں ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنہیں امت میں بلاشبہ ’’افضل الناس‘‘ ہونے کا اعزاز حاصل ہے وہ بھی اپنی ایمانی کیفیات میں تبدیلی پر پریشان ہو جاتے تھے۔ مگر ہم لوگ دینی فرائض کو ترک کر کے، احکام دین سے انحراف کر کے، سنت کو چھوڑ کر بھی مطمئن ہی نہیں بلکہ دین میں اعلیٰ ترین مقام ومرتبہ کے حامل ہونے کے دعویدار بھی ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہمیں پیش نظر رکھنا چاہئے جس کے مطابق آپؐ کا ہر امتی جنت کا مستحق ہے

مگر جو خود جنت میں جانے سے عملاً انکاری ہو، یعنی جس نے آپؐ کی اطاعت واتباع کی، وہ جنت کا مستحق ٹھہرے گا اور جس نے آپؐ کی نافرمانی کی اُس نے گویا خود جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔

انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہماری عمومی خرابیوں میں سے ایک خرابی یہ بھی ہے کہ دوسروں پر فتویٰ اور حکم لگانے میں بڑے بے باک ہیں۔ کسی کو کافر بنانا، کسی کو گستاخ کہنا، کسی کو بدعقیدہ قرار دینا دعوت دین کے لئے صحیح رویہ نہیں ہے۔ البتہ مقام مصطفیٰؐ کی عظمت کے لئے غیرت و حمیت کا مظاہرہ نہ کرنا اور سنت و سیرت نبوی ﷺ کی اتباع و پیروی سے گریز و انحراف بلکہ انکار در حقیقت انکارِ نبوت ہی کے مترادف ہے۔

ہم نے بحیثیت امت اتباع رسول ﷺ کو عملاً بے روح عمل بنا دیا ہے۔ ہم نبی ﷺ کی محبت اور عقیدت میں دوسروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ عمل کس طرح اتباع سنت بن سکتا ہے؟ ہماری اصل ضرورت کیا ہے، اس سمجھنا ضروری ہے۔ دین سے تعلق و محبت رکھنے والے ہر فرد کے دل میں اتباع سنت کا جذبہ روز بروز ترقی کرتا نظر آئے اور عبادات میں، معاملات میں، اخلاق میں، ہر جگہ اس کا اظہار ہو۔ ہمیں اپنے گھروں میں اپنی اولاد اور بیویوں کے لئے نبوی تعلیم کا بندوبست کسی مسلک اور گروہ بندی کی تعلیم کے بغیر کرنا ہوگا۔ سنت اور سیرت کے حوالے سے تحقیق تو اچھی بات ہے مگر ثابت شدہ معاملے پر عمل ناگزیر ہے۔ اسی طرح عملی زندگی میں معمولات زندگی میں ادعیہ ماثورہ پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔

دین پر عمل اور اتباع نبوی ﷺ کے حوالے سے ہمیں اپنا جائزہ اور محاسبہ کرنا چاہئے اور کسی خوش فہمی یا غلط فہمی کا ہرگز شکار نہیں ہونا چاہئے۔ خصوصاً یہ بات اُن لوگوں کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے جو داعی بن کر دعوت کے میدان میں سرگرم عمل ہیں۔ سورۃ الانفال میں حکم ربانی بھی پیش نظر رکھنا ہوگا جس میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہنے کی پرزور دعوت دی گئی ہے اور اس دعوت کی قبولیت ہی کو حقیقی زندگی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دین کی پیروی اور سنت نبوی ﷺ کی اتباع ہی اصل زندگی ہے۔

دین کے حوالے سے اپنی ترجیحات کا تعین کرنا بھی ازحد ضروری امر ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد کیا ہے، یہ خالق ہی طے کرے گا کہ مخلوق کا مقصد زندگی کیا ہے۔ اسی طرح ہمیں یہ بھی سمجھنا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد کیا ہے، نبوی ﷺ آرزو کیا ہے۔ آپؐ کا مقصد بعثت اور آپؐ کی آرزو تو یہ تھی کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ انسان بنا دیا جائے۔ اتباع نبویؐ کا تقاضا ہے کہ ہم بھی مقاصد نبوت کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنائیں۔ ہمارا وجود فرد اور معاشرے کے لئے برکات اور حسنات کا باعث ہو۔ اگر ہم بندگی رب اور اتباع رسول ﷺ کے بلند بانگ دعاوی کے باوجود دین کی دعوت اور غلبۂ دین کی جدوجہد نہیں رہے تو پھر کیونکر متبع سنت ہو سکتے ہیں۔

دین و شریعت کے حوالے سے ہماری کمزوریاں اور کوتاہیاں ہماری شخصیت اور ہمارے کردار کا حصہ بن چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دین مغلوب ہے، اس کا بین الاقوامی سطح پر استہزاء ہو رہا ہے، مگر مسلمان امت اپنے حال میں مگن اور مطمئن ہے۔

بحیثیت فرد اور امت جھوٹا اطمینان، جھوٹی تسلیاں خود کو مطمئن کرنا ایک فیشن بن چکا ہے، یہ دور حاضر کا ایک فن اور فلسفہ بن چکا ہے۔ ہم اپنی کوتاہیوں، خود فریبیوں، بے حسیوں کو مختلف حیلوں، بہانوں سے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں بے حسی کے موجودہ رویہ کو ختم کر کے دین کے لئے جذبہ اور تڑپ کو فروغ دینا ہوگا۔

کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کا تقاضا ہے کہ ہم ہر وقت ہر جگہ ہر قسم کے باطل کی تردید کریں، اس کا انکار کریں، اس کے خلاف مزاحمت کریں۔ مگر عقیدہ کے اظہار سے، اپنے اعمال سے، اپنے معاملات سے باطل کی تردید دین و شریعت کا بنیادی تقاضا ہے۔

دور حاضر میں عالمی سطح پر مفاہمت اور رواداری کے نام پر شیطانی نعرہ بلند کیا جا رہا ہے۔ آخر اس فلسفہ کی کیا بنیاد ہے؟ کیا حزب اللہ اور حزب الشیطان ایک صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے وفاداروں اور دشمنوں کے مابین مفاہمت اور صلح ہو سکتی ہے۔ آج ہمیں غور کرنا ہوگا کہ ہمارا جذبۂ رحم کن کے لئے ہوگا اور شدت کن کے خلاف ہو گی؟ ایمان کی دولت اور کفر سے نفرت کا جذبہ ہم سے کیوں چھینا جا رہا ہے۔ ایسی ہی باتوں پر ہم سب کو لازماً غور کرنا چاہئے۔

ضرورت رشتہ

☆ضلع گجرات کے رہائشی رفیق تنظیم کو اپنی بہن، عمر 29 سال۔ تعلیم بی اے، بی ایڈ پابند صوم و صلوٰۃ، باپردہ، امور خانہ داری میں ماہر کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0336-9002121

☆لاہور میں رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم بی بی اے (آنرز) قد 5.4 کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 042-35178322

☆ پشاور میں رہائش پذیر خاتون، پٹھان فیملی سے تعلق، عمر 30 سال، مطلقہ کے عقد ثانی کے لئے ترجیحاً رفیق تنظیم کا رشتہ درکار ہے۔ پشاور، پنڈی، لاہور کے رہائشی قابل ترجیح ہوں گے۔

برائے رابطہ: 0313-9545330

☆بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ایم ایس سی ریاضی، ایم ایڈ، پابند صوم وصلوٰۃ کے لئے دینی گھرانے سے ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4553348

☆رفیق تنظیم کی بیٹی، عمر 21 سال، فائن آرٹس سال چہارم کی طالبہ، پابند صوم و صلوۃ، ماہر امور خانہ داری کے لیے دیندار اور برسر روزگار رشتہ مطلوب ہے۔ ذات پات کی قید نہیں (رہائش ترجیحاً کراچی)۔

برائے رابطہ: 0321-2507803

کمپوزر کی فوری ضرورت ہے

ادارہ قرآن اکیڈمی کو اپنے شعبہ مطبوعات میں کام کرنے کے لیے ایک کل وقتی کمپوزر کی فوری ضرورت ہے جو Inpage اور Corel Draw میں مہارت رکھتا ہو۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: حافظ خالد محمود خضر 042-35869501-3

نیٹو سپلائی کی بحالی؟

کے موضوع پر خلافت فورم میں فکر انگیز مباحثہ

شرکاء: ایوب بیگ مرزا، بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

میزبان: وسیم احمد

سوال: دہشت گردی کے خلاف جنگ اور ڈرون حملوں میں 35 ہزار سے زائد سویلین اور فوجی افراد کی ہلاکتیں ہو چکی ہیں۔ اس پورے عرصے میں نیٹو سپلائی بحال رہی لیکن جب سلالہ چیک پوسٹ پر حملہ ہوا اور ہمارے 24 فوجی جوان اور افسران ہلاک ہوئے تو اس کے ردعمل میں حکومت نے نیٹو سپلائی بند کر دی۔ احتجاجاً بون کانفرنس میں شرکت نہیں کی اور شمسی ائیر بیس خالی کروا لیا گیا۔ آپ یہ بتائیں کہ اِس ردعمل کا مظاہرہ 35 ہزار جانیں قربان کرنے تک کیوں نہ کیا گیا۔ کیا یہ ہماری پالیسیوں کا کھلا تضاد نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ہر پاکستانی یہ جانتا ہے کہ جتنی محبت ہماری قوم نے فوج کو دی ہے، شاید دنیا میں کسی قوم نے اپنی فوج کو اتنی محبت نہیں دی ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جواباً ہماری فوج نے بھی عوام کے لیے بعض بہت اچھے کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ اس کا بڑا ثبوت 65ء کی جنگ ہے۔ 71ء کی جنگ میں ہمیں جو شکست کا سامنا کرنا پڑا اس کی اصل وجہ عسکری کمزوری نہیں تھی، بلکہ سیاسی معاملات تھے۔ اسی طرح ISI نے بھی دشمن کے حوالے سے بہت سے معاملات میں اچھا کردار ادا کیا۔ لیکن اس سب کے باوجود ہمارے ہاں ایک بہت افسوس ناک Mentality سامنے آئی اور وہ ہے "بلڈی سویلینز"۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ فوج نے ایسا کیوں کیا تو فارسی کا ایک محاورہ ہے کہ "گربہ کشتن روزِ اول"۔ یعنی اگر آپ نے پہلے دن وہ کام نہیں کیا جو کیا جانا چاہیے تھا تو بعد میں آپ اپنا غصہ اور ردعمل ظاہر کر کے اسے ضائع ہی کریں گے۔ دہشت گردی کے خلاف جب جنگ شروع ہوئی تو اس وقت ہم نے امریکہ کا ہاتھ نہیں روکا اور جب صورتِ حال بے قابو ہو گئی تو نوبت سلالہ چیک پوسٹ پر حملے تک جا پہنچی۔ اس سے پہلے بھی امریکہ کے ہاتھوں ہمارا فوجی نقصان ہوا ہے، لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ ہماری فوج کو بالکل کارنر کر کے دیوار سے لگا دیا گیا تھا، جس کی وجہ سے انھیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ امریکہ کا ہاتھ کس طرح روکا جائے، لیکن جب یہ حملہ ہوا تو انھوں نے اس کو ایک عذر بنا کر یہ اقدام کیا۔ بہرحال میں ذاتی طور پر کہوں گا کہ دیر آید درست آید۔ یہ پاک فوج کا بالکل درست اقدام تھا۔ خاص طور پر شمسی ائیر بیس کا خالی کروایا جانا تو بہت ہی ضروری تھا، کیونکہ وہاں سے ڈرون حملے ہو رہے تھے۔ لہٰذا صرف یہ کہنا کہ 24 فوجی جوانوں کی شہادت کی وجہ سے یہ اقدام کیا گیا درست نہیں بلکہ اس کے پس منظر میں چند اور وجوہات بھی تھیں

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: میں بیگ صاحب کی بات میں اضافہ کروں گا کہ ہمارے ملک میں کبھی بھی کوئی لانگ ٹرم پالیسی نہیں بنائی گئی۔ صاحبِ اقتدار طبقات نے ہمیشہ ڈنگ ٹپاؤ پالیسی کے تحت کام کیا۔ پرویز مشرف کے دورِ اقتدار میں نائن الیون کا واقعہ رونما ہوا اور اس کے بعد دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ شروع ہوئی۔ اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے اور امریکہ سے مراعات لینے کے لیے وہ اس جنگ میں کود پڑے اور اس کے تمام مطالبات کو قبول کیا۔ جب 2008ء میں نئی حکومت آئی اور فوجی کمان بھی تبدیل ہوئی تو یہ آثار نظر آنا شروع ہو گئے تھے کہ پاکستان کی پالیسی خاص طور پر دفاعی پالیسی میں تبدیلی آئے گی لیکن اب موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا، کیونکہ امریکہ سے معاملات طے پا چکے تھے، جن کے تحت نیٹو سپلائی بھی جاری تھی اور امریکہ سے مراعات بھی مل رہی تھیں۔ بیگ صاحب نے بالکل صحیح کہا کہ جب ڈو مور، ڈو مور کہہ کر ہماری فوج کو دیوار سے لگا دیا گیا تو وہ کسی موقع کی تلاش میں تھی جو سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کی صورت میں ان کے ہاتھ آ گیا جو نیٹو فوج کی کھلی جارحیت تھی۔ تو اس موقع پر نیٹو سپلائی کی بندش کا فیصلہ کیا گیا اور یہ صحیح فیصلہ تھا۔

سوال: فرض کریں نیٹو سپلائی بحال نہیں ہوتی تو امریکہ کے ساتھ ہمارے سفارتی اور عسکری تعلقات نارمل تو نہیں رہیں گے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ انڈیا اس صورتِ حال سے فائدہ اُٹھا کر امریکہ کو نیٹو سپلائی کے لیے کچھ روٹس دے سکتا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: نیٹو سپلائی کے حوالے سے اب جو باتیں ہو رہی ہیں یہ ایک بالکل مختلف صورتِ حال ہے۔ نیٹو سپلائی بحال کرنے کے معاملے میں فوج میں دو آراء نہیں پائی جاتیں، لیکن حکومت پر امریکہ کا پریشر ہے۔ پاکستان کی معیشت پہلے ہی تباہی کی آخری حدوں پر پہنچی ہوئی ہے اور امریکہ کی پشت پناہی کے بغیر ہماری معیشت کو سہارا ملنا مشکل ہے۔ اس لیے حکومت نیٹو سپلائی کھولنا چاہتی ہے۔ اب اس کے حوالے سے ہم امریکہ سے کیا مراعات لے سکتے ہیں اور کیا شرائط ہونی چاہئیں اس پر گفت وشنید جاری ہے۔ اگر ہم نیٹو سپلائی بحال نہیں کرتے تو امریکہ کے پاس جو آپشنز ہیں وہ سارے کے سارے اس کے لیے آسان نہیں ہیں۔ انڈیا والا معاملہ نیا نہیں ہے۔ 1971ء سے "نکسن ڈاکٹرائن" چلی آ رہی ہے کہ اس علاقے میں بھارت کو بالادستی حاصل ہوگی۔ یہ امریکہ کی ایک مستقل پالیسی ہے۔ جب تک پاکستان اس کے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے اسے بھی معمولی حیثیت امریکہ دیتا رہے گا۔ لیکن وہ یہاں بھارت کو اصل طاقت مانتا ہے۔ بھارت کے ساتھ اُس کے دوطرفہ مفادات وابستہ ہیں۔ جب پرویز مشرف نے امریکہ کو تمام سہولتیں اور مراعات دی تھیں تو یہ عذر بھی پیش کیا تھا کہ اگر ہم یہ مراعات نہ دیتے تو انڈیا دے دیتا، کیونکہ پاکستان کو نقصان پہنچانا انڈیا اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے۔ بھارت کے ساتھ آپ کا ٹرانزٹ ٹریڈ کا معاہدہ ہے لیکن امریکہ کے پاس یہ آپشن ہے کہ وہ بجائے شمالی راستے کے، جنوبی راستے بمبئی سے اپنے سامان کے کنٹینرز اَن لوڈ کرے اور انڈیا کے راستے سے افغانستان پہنچانے کی کوشش کرے۔ لیکن جس طرح پاکستان نے امریکہ کو مراعات دیں انڈیا امریکہ کو اس طرح کا فری ہینڈ نہیں دے سکتا۔ کیونکہ انڈیا اپنے ملکی مفادات کو مقدم رکھتا ہے اور انڈیا کے ذریعے نیٹو سپلائی کا روٹ بھی لمبا ہے۔ جتنی تعداد میں آسانی سے کنٹینرز پاکستان سے افغانستان جا سکتے ہیں اتنی تعداد میں انڈیا سے نہیں جا سکتے۔

> **افغانستان کے خلاف جنگ میں امریکہ کی حمایت کرنا حرام ہے۔ (50 مفتیانِ کرام کا فتویٰ)**

ایوب بیگ مرزا: میں بریگیڈیئر صاحب کی بات کی تائید کروں گا۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ سپلائی کھولنے کے لیے کیا شرائط رکھی جائیں۔ یہ بات پارلیمنٹ میں جمعیت علمائے اسلام نے کہی اور

پارلیمنٹ سے باہر عمران خان کھلم کھلا کہہ رہے ہیں کہ نیٹو سپلائی کو مکمل طور پر بند ہونا چاہیے۔ سوال شرائط کا نہیں ہے بلکہ سوال یہ ہے کہ ہم ادھر سے سپلائی کیوں جاری رکھیں؟ صرف ایک بات کہیں کہ یہ ہمارے مفادات کے خلاف ہے۔ اس لیے ہم اسے نہیں کھول سکتے۔ اگر امریکی افغانستان میں مزید جنگ جاری رکھنا چاہتے ہیں تو دوسرے راستے استعمال کریں۔

سوال: اگر پاکستان نیٹو سپلائی بحال نہیں کرتا تو امریکہ کے پاس متبادل راستے کون کون سے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: یہ بہت اہم سوال ہے۔ پاکستان کے بغیر امریکہ کے پاس تین راستے ہیں۔ لیکن یہ مکمل طور پر زمینی راستے نہیں ہیں۔ یہ کہیں بحری، کہیں فضائی اور کہیں زمینی راستے ہیں۔ پہلا راستہ لٹویا کی بندرگاہ ریگا سے شروع ہو کر روسی ٹرینوں کے ذریعے قازقستان، ازبکستان سے ہوتے ہوئے شمالی افغانستان پہنچے گا۔ یہ ایک ریل ٹریک ہے جو سوویت یونین نے 1980ء میں اپنی فوجوں کو پہنچانے کے لیے تعمیر کیا تھا۔ دوسرا راستہ روس کو بائی پاس کرتے ہوئے جارجیا سے شروع ہو کر بحیرہ احمر کی بندرگاہ پوٹی سے آذربائیجان کی بندرگاہ سے بحری جہازوں کے ذریعے قازقستان پھر زمینی راستے سے ازبکستان سے ہوتے ہوئے افغانستان آتا ہے۔ یہ راستہ نسبتاً چھوٹا ہے لیکن اس میں کہیں زمینی راستہ ہے اور کہیں سمندری، جس کی وجہ سے لوڈنگ اور ان لوڈنگ کا اتنا زیادہ خرچہ ہوگا کہ امریکہ کو بہت مہنگا پڑے گا۔ تیسرا راستہ ازبکستان کو بائی پاس کرتے ہوئے کرغزستان، قازقستان اور تاجکستان سے ہو کر افغانستان پہنچتا ہے۔ یہ تین راستے ہیں۔ یقیناً امریکہ کو یہ راستے بہت مہنگے پڑیں گے اور اس کی معیشت اتنا مالی بوجھ برداشت کرنے کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: محترم بیگ صاحب نے جو روٹس بتائے یہ راستے کسی حد تک امریکہ پہلے ہی استعمال کر رہا ہے۔ تقریباً 20 فیصد نیٹو سپلائی وہ انہی راستوں سے افغانستان پہنچا رہا ہے لیکن وہ ان راستوں سے ہیوی مشینری اور فوجی ساز و سامان نہیں لے جا سکتا۔ اس کے علاوہ ایک شارٹ راستہ ایران کا بھی ہو سکتا تھا لیکن ایران کے ساتھ ان دنوں امریکہ کی چپقلش چل رہی ہے۔ اس لیے وہ یہ راستہ استعمال نہیں کر سکتا۔ اُس کے پاس آسان ترین اور سستا ترین راستہ صرف پاکستان کا ہے۔

سوال: ایک معروف کالم نگار نے اپنے کالم میں لکھا ہے کہ افغانستان کو نیٹو سپلائی کے لیے ایران سے بھی ایک راستہ دستیاب ہے جو امریکہ کے لیے بہت آسان ہے اور اس مقصد کے لیے انھوں نے وہاں سے سڑک کی تعمیر بھی شروع کر دی ہے۔ اس حوالے سے آپ کے پاس کیا معلومات ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: انھوں نے سڑک کی تعمیر شروع کی ہو گی لیکن فی الحال عالمی حالات ایسے نہیں ہیں کہ وہاں سے نیٹو سپلائی ہو سکیں۔ بہر حال امریکہ کی پالیسیاں ایک یا دو سال کے لیے ترتیب نہیں دی جاتیں بلکہ وہ لانگ ٹرم پلاننگ کرتے ہیں۔ ان کے عزائم ایران کے حوالے سے خطرناک ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ آئندہ کے لیے ایسا انفراسٹرکچر بنا رہے ہوں۔ اگر ان کو موقع ملا اور ضرورت ہوئی تو وہ یہ راستہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ امریکہ نے کہا ہے کہ وہ 2014ء میں افغانستان چھوڑ دے گا، لیکن ان کے عزائم یہ نہیں لگتا کہ وہ پوری طرح واپس جائیں گے۔ کیونکہ اس خطے کے لیے انھوں نے گرینڈ ڈیزائن ترتیب دے رکھا ہے لیکن فی الحال ان کا اہم مسئلہ یہ ہے کہ افغانستان میں ایک لاکھ سے زائد فوجیوں تک ان کی ضروریاتِ زندگی کیسے پہنچائی جائیں۔

ہم امریکہ کے خلاف جنگ چھیڑنے کے قائل نہیں لیکن پاکستان کی آزادی اور خودمختاری ہر صورت قائم رکھنا چاہتے ہیں

سوال: امریکی اعلیٰ قیادت نیٹو سپلائی کے حوالے سے کہہ رہی ہے کہ ہم اپنا ردعمل پاکستان کی پارلیمنٹ کے فیصلے کے بعد دیں گے۔ امریکہ نے ہمیشہ پاکستانی پارلیمنٹ کی قراردادوں کو جوتی کی نوک پر رکھا ہے۔ اور ہسٹری یہ ہے کہ جس دن پاکستانی پارلیمنٹ میں ڈرون حملوں کے خلاف قرارداد پاس ہوتی ہے، اُس دن ڈرون حملہ ضرور ہوتا ہے۔ اب یہ کیا انقلاب رونما ہو گیا ہے کہ امریکہ کی پارلیمنٹ نے اپنا ردعمل پاکستانی پارلیمنٹ کے فیصلے سے مشروط کر دیا؟ کیا امریکہ بہت مہذب ہو گیا ہے یا ہماری پارلیمنٹ کی وقعت بہت بڑھ گئی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ہماری اسٹیبلشمنٹ اس حوالے سے بہت بدنام ہو گئی تھی کہ تمام پالیسیاں جی ایچ کیو (راولپنڈی) میں بنتی ہیں اور اس کے بعد حکومت ان پر عمل درآمد کرتی ہے۔ اس چیز کو میڈیا نے بھی خوب پھیلایا۔ اس وقت بھی یہی صورتِ حال ہے کہ فوج نے کچھ نکات لکھ کر پارلیمنٹ کو دیئے ہیں۔ لیکن ساتھ یہ شرط لگائی ہے کہ آپ اس میں اضافہ تو کر سکتے ہیں لیکن کمی نہیں کر سکتے۔ آپ جانتے ہیں امریکہ ایک ایسی عالمی قوت ہے کہ جو اس کے سامنے رکوع میں گیا اسے وہ سجدے میں گرا دیتا ہے اور جو اس کے سامنے اکڑ گیا اس کا امریکہ کبھی کچھ نہیں بگاڑ سکا۔ چونکہ ہمیں معلوم ہی نہیں تھا کہ امریکہ کے سامنے کوئی بات بھی کی جا سکتی ہے، اب فوج نے اگر امریکہ کو ری ایکشن شو کیا ہے تو اب وہ یہ چاہ رہی ہے کہ سارا بوجھ پارلیمنٹ پر ڈال دیا جائے تاکہ امریکہ کے سامنے ہم یہ کہہ سکیں کہ یہ ہماری پارلیمنٹ کا فیصلہ ہے۔ یہ سب کچھ امریکہ ہمارے ساتھ ہماری ہی بزدلی کی وجہ سے کر رہا ہے۔ شکسپیئر نے ایک بات کہی تھی کہ Man can not ride your back unless it is bent ”جب تک آپ اپنی کمر جھکاتے نہیں کوئی اس پر چڑھ نہیں سکتا۔“ تو ہماری فوج اور پارلیمنٹ دونوں نے اپنی کمر جھکائی ہوئی ہے جس پر امریکہ سوار ہے۔ ہم اس کے حق میں نہیں ہیں کہ ہم امریکہ سے جنگ چھیڑ دیں بلکہ ہم اس حق میں ہیں کہ ہماری آزادی اور خودمختاری قائم رہے۔ اگر امریکہ افغانستان سے جنگ کرتا ہے اور ہم اپنے مسلمان برادر ملک کی مدد نہیں کر سکتے تو کم از کم غیر جانبدار تو رہ سکتے ہیں۔ ہماری پارلیمنٹ کو شرائط پیش کرنے کی بجائے امریکہ کو صاف صاف کہنا چاہیے تھا کہ ہمارا اس جنگ سے کوئی لینا دینا نہیں۔ لہٰذا آپ جانیں اور آپ کا کام۔ ویسے بھی امریکہ اس وقت اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ پاکستان یا ایران پر جنگ مسلط کر سکے۔ میری ذاتی رائے ہے کہ جب تک افغانستان میں امریکہ کی ڈیڑھ لاکھ فوج موجود ہے امریکہ اس خطے میں کسی ملک پر حملہ نہیں کرے گا۔ البتہ پاکستان کی اپنی حالت یہ ہے کہ وہ بغیر جنگ کے شکست خوردہ ہو سکتا ہے، کیونکہ ہمارے حکمران جس طرح کرپشن کر رہے ہیں اور ملک کی معیشت جس نہج کو پہنچ چکی ہے یا انھوں نے پہنچا دی ہے تو آپ توقع کر سکتے ہیں کہ کسی وقت بھی پاکستان میں انارکی پھیل جائے۔

سوال: جن دنوں نیٹو کی سپلائی بحال تھی نیٹو کے 3000 سے زائد کنٹینرز جن میں اسلحہ بھی تھا، پاکستان کی سرزمین پر غائب ہو گئے جس کی کوئی ایف آئی آر نیٹو حکام نے نہیں کٹوائی۔ پاکستانی حکام نے بھی کوئی نوٹس نہیں لیا۔ یہ کیس اس وقت سپریم کورٹ میں زیر التوا ہے۔ ان کنٹینرز میں جو اسلحہ تھا اس کے بارے میں خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ وہ ملک دشمن خفیہ ایجنسیوں کے ہاتھ لگ گیا اور پاکستان میں دہشت گردی کے جو واقعات ہوئے یا ہو رہے ہیں خصوصاً کراچی اور بلوچستان میں اسی اسلحے کے ذریعے

ملک دشمن خفیہ ایجنسیاں کر رہی ہے۔ آپ اس خدشے کو کس حد تک درست سمجھتے ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ابھی آپ نے جو صورتِ حال بتائی ہے اس کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ جب دہشت گردی کی یہ جنگ شروع ہوئی تو اس دوران پاکستان کے اندر بیرونی خفیہ ایجنسیوں اور ان کے ایجنٹوں کی دراندازی بہت زیادہ تعداد میں ہوئی، اور یہاں پر دہشت گردی کی وارداتیں انہی کا شاخسانہ ہے۔ ان کا مقصد اس ملک میں انتشار اور انارکی پھیلانا ہے۔ ریمنڈ ڈیوس کا معاملہ سامنے آیا تو سی آئی اے کے بہت سے ایجنٹوں کو پاکستان سے نکالا گیا۔ کراچی مہران بیس اور جی ایچ کیو پر حملے کا الزام تحریک طالبان پاکستان پر لگایا گیا تھا لیکن اب یہ باتیں کھل کر سامنے آ گئی ہیں کہ یہ حملے دوسرے ملکوں کی خفیہ ایجنسیوں کی کارروائیاں تھیں۔ ظاہر ہے ان کارروائیوں کے لیے اسلحہ بھی چاہیے۔ یہ جہاں سے بھی آیا ہے بہر حال یہ تو واضح ہے کہ اس ملک میں بیرونی خفیہ ایجنسیاں دہشت گردی کروا رہی ہیں۔ لیکن جب سے نیٹو سپلائی بند ہوئی ہے اس ملک میں دہشت گردی کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ جو جھڑپیں اس وقت ہو رہی ہیں یہ بالکل دوسری قسم کی جھڑپیں ہیں۔ پہلے کی طرح بم دھماکے وغیرہ نہیں ہو رہے۔ البتہ امریکہ پارلیمنٹ کے فیصلے کا منتظر ہے اور پارلیمنٹ نے نیٹو سپلائی بحال نہ کی تو اس ملک میں دوبارہ اس طرح کی وارداتیں شروع ہونے کا خطرہ ہے۔

سوال: پچاس مفتیان کرام نے نیٹو سپلائی کو غیر شرعی قرار دینے کا فتویٰ دیا ہے۔ دوسری طرف دفاع پاکستان کونسل کا کہنا ہے کہ اگر نیٹو سپلائی بحال ہوئی تو یہ ہماری لاشوں سے گزر کر ہو گی۔ دفاع پاکستان والوں نے نیٹو سپلائی کے حوالے سے تقریباً 11 سال کوئی آواز نہیں اُٹھائی۔ یہ لوگ پہلے کہاں تھے؟ اگر انھوں نے اس وقت نیٹو سپلائی کے حوالے سے کوئی عملی قدم اُٹھایا تو کیا اس سے ملک میں خانہ جنگی شروع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: مفتیان کرام کا فتویٰ 11 سال بعد آیا ہے۔ میں اس حوالے سے یہی کہوں گا کہ "دیر آید درست آید"۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ فتویٰ اس مسلک کے علماء کی طرف سے آیا ہے جو طالبان کے بارے میں مثبت رائے نہیں رکھتے تھے۔ ان علماء نے اپنے فتویٰ میں کہا ہے کہ افغانستان کی اس جنگ میں امریکہ کی حمایت کرنا حرام ہے۔ جو لوگ پہلے ہی طالبان کے حامی تھے اور اس جدوجہد کو جہاد فی سبیل اللہ قرار دیتے تھے وہ تو پہلے ہی یہ بات کہہ چکے تھے۔ اب دوسرے مسلک کے علماء نے امریکی جنگ کے خلاف فتویٰ دیا ہے تو یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔ اب تمام مسالک اس جنگ میں امریکہ کی حمایت کو حرام قرار دے رہے ہیں تو نیٹو سپلائی کھولنے کے لیے شرائط عائد کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ لہٰذا پاکستان کو کھل کر کہہ دینا چاہیے کہ امریکہ کا یہ حملہ بالکل ناجائز ہے اور ہم کسی شرط پر اُس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

سوال: اگر نیٹو سپلائی بحال نہیں ہوتی تو امریکہ پاکستان کے خلاف کیا اقدامات اُٹھا سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: جب ہم کہتے ہیں کہ نیٹو سپلائی کو بحال نہیں کیا جانا چاہیے تو ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ حقائق کو بدلا نہیں جا سکتا چاہے وہ کتنے ہی کڑوے اور گھمبیر کیوں نہ ہوں۔ اگر ہم نے سپلائی نہ کھولی تو یقیناً ہم پر بہت سخت وقت آئے گا۔ لیکن یہ سخت وقت ایسے ہی ہے جیسے کسی آدمی کو نیک کام سرانجام دینے میں دقتیں پیش آتی ہیں مثلاً آپ روزہ رکھتے ہیں تو سارا دن بھوک پیاس برداشت کرنا پڑتی ہے۔ نیٹو اتحاد میں امریکہ سمیت 47 ممالک ہیں۔ اگر وہ نیٹو سپلائی کی بندش پر یہ اعلان کریں کہ ہم پاکستان سے کوئی لین دین نہیں کریں گے تو ہماری معیشت کو بہت نقصان ہو گا۔ ہمارا امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار بری طرح تباہ ہو گا۔ جس سے بے روزگاری بڑھے گی ہی نہیں بلکہ عام ہو جائے گی۔ لیکن ہمیں وہ طرزِ عمل اپنانا چاہیے جو بھٹو نے اپنایا تھا کہ ہم ایٹم بم بنائیں گے چاہے گھاس کھانی پڑے۔ ہم نے گھاس اس وقت بھی نہیں کھائی تھی لیکن ایٹم بم بن گیا تھا۔ اس کے بعد میاں محمد نواز شریف نے ایٹمی دھماکے کیے تو یہی خیال تھا کہ امریکہ نے اگر پابندیاں لگائیں تو بہت سختیاں آئیں گی تو وہ سختیاں بھی نہیں آئیں۔ یہ ضرور ہے کہ اس وقت ہماری معیشت کا اتنا برا حال نہیں تھا اس لیے ہم برداشت کر گئے۔ جبکہ اس وقت موجودہ حکومت کی مالی کرپشن کی وجہ سے معیشت کا ڈھانچہ اتنا کمزور ہو چکا ہے کہ اسے ایک دھکے سے گرایا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ہماری قوم یہ عہد کر لے کہ ہم ہر قیمت پر یہ مصائب اور سختیاں برداشت کریں گے تو ان شاء اللہ ہم نہ صرف قائم رہ سکیں گے بلکہ ایک وقت آئے گا کہ ہم معاشی استحکام کی طرف آگے بڑھیں گے۔ بس اس وقت یہ سخت فیصلہ لینے کی ضرورت ہے۔

سوال: شرعی نقطہ نظر سے بتائیے کہ کسی مسلمان فرد یا قوم پر کوئی غیر مسلم قوم یا فرد حملہ کر دے تو اس حوالے سے دوسرے مسلمان فرد یا قوم کا کیا طرزِ عمل ہونا چاہیے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہمارے لیے دنیاوی اور دینی معاملات کے راہنمائی قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ قرآن حکیم کی آیات اور احادیث نبویؐ اس بات کی گواہ ہیں کہ امتِ مسلمہ ایک جسدِ واحد کی طرح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کا مفہوم اس طرح ہے کہ تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔ اگر اس کے ایک حصے کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس تکلیف کو پورا جسم محسوس کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں معاہدوں کی پابندی کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے چاہے وہ

> **نیٹو سپلائی کی بحالی پر فوج میں دو آراء نہیں پائی جاتی لیکن ہماری حکومت امریکی دباؤ میں ہے**

معاہدہ غیر مسلم قوم سے ہی کیوں نہ ہو۔ بدقسمتی یہ ہے کہ آج مسلمان ایک اُمت مسلمہ کی مانند نہیں ہیں، بلکہ 57 نیشن سٹیٹس میں منقسم ہیں۔ جب خلافت عثمانیہ قائم تھی اگرچہ وہ ایک کمزور خلافت تھی۔ مگر اُس دور میں فرانس میں مسلمان عورتوں کو چھیڑا گیا تو خلافت عثمانیہ کے ایک بیان پر فوراً فرانس کو اپنا آرڈر واپس لینا پڑا۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ایک مسلمان ریاست پر غیر مسلم ریاست حملہ آور ہونا چاہتی ہے تو تمام مسلمان ممالک مل کر اپنے مسلمان ملک کا دفاع کریں اور غیر مسلم حکومت کے خلاف محاذ بنا کر اسے مجبور کریں کہ وہ وہاں سے اپنی فوجیں نکالے۔ اگر یہ نہیں کر سکتے تو کم از کم اس مسلمان ملک کے خلاف کسی غیر مسلم ملک کی مدد نہ کریں بلکہ غیر جانبدار رہیں۔ دوسری چیز یہ کہ اگر کسی مسلمان ملک کا کسی غیر مسلم ملک سے معاہدہ ہو اور اس معاہدے کی پابندی کرنے میں برادر مسلمان ملک کا کوئی نقصان نہ ہو تو وہ معاہدے پر قائم رہے۔ لیکن اگر وہ دیکھ رہا ہے کہ اس معاہدے کے ذریعے سے غیر مسلم ملک ناجائز فائدہ اُٹھا رہا ہے تو اس ملک کو علی الاعلان اس معاہدے سے دستبرداری کا اعلان کر دینا چاہیے۔ اس کے بعد چاہے جو بھی مشکلات آئیں انھیں برداشت کرے۔

☆☆☆

(قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے اور
Youtube.com/khilfatforum
پر دیکھی جاسکتی ہے۔ مرتب: وسیم احمد)

کراچی میں قتل و غارت اور دیگر مسائل کا حل

دوڑو اللہ کی طرف!

محمد سمیع

کراچی کی صورتحال نے یہاں کے باسیوں کو سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ ۱۹۸۵ء کے فوراً بعد والی صورتحال دوبارہ پیدا ہوگئی ہے۔ اس زمانے میں ہڑتال کا اعلان کیا جاتا تھا اور ہڑتال والے دن سے پہلے والی شام کو فائرنگ سے شہر گونج اٹھتا تھا۔گاڑیاں جلنی شروع ہوجاتی تھیں۔شہر میں خوف و دہشت کی فضا قائم کردی جاتی تھی، تاکہ لوگ اگلی صبح کو گھر سے نکلنے کی جرأت ہی نہ کرسکیں۔آج بھی وہی صورتحال ہے۔البتہ اب ہڑتال کو یوم سوگ کا نام دے دیا گیا ہے۔ پہلے تو ہڑتال کی کال ایک ہی پارٹی کی جانب سے دی جاتی تھی اور اب یہ مصیبت دوہری ہوچکی ہے۔اب دو پارٹیاں یکے بعد دیگرے یوم سوگ کا اعلان کررہی ہیں۔گزشتہ ہفتے شہر چار دنوں تک جلتا رہا۔خوف و دہشت کی فضا طاری رہی اور اب بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اب ایسا نہیں ہوگا۔ان ایام سوگ کا نتیجہ کیا نکلا۔ پہلے دن چند لاشیں گریں۔اس پر یوم سوگ منایا گیا تو اس سے کئی گنا زیادہ لاشیں گریں۔اگلے دن دوسری پارٹی نے یوم سوگ منایا۔پھر لاشیں گریں۔ اس کے اگلے دن پہلی پارٹی نے پھر یوم سوگ منایا۔

لوگ نہیں جانتے کہ برائی کا یہ شیطانی چکر Vicious circle کب تک گردش میں رہے گا۔وہ پوچھتے ہیں کہ کیا یہ ایام سوگ اس لئے منائے جارہے ہیں کہ ان عوام کی لاشیں گرتی رہیں جنہوں نے ان پارٹیوں کو ووٹ دیا تھا؟ کیا ایام سوگ اس لئے منائے جارہے ہیں کہ ایک ایک دن میں قوم کو اربوں کا نقصان پہنچا کر ملک کی جاں بلب معیشت کو دم توڑنے پر مجبور کیا جائے؟ کیا یہ ایام سوگ اس لئے منائے جارہے ہیں کہ جن کی لاشیں نہیں گریں ان کو ملازمتوں پر جانے سے روک کر ان کی بے روزگاری میں اضافہ کیا جائے تاکہ قوم میں خودکشی اور خودسوزی کے واقعات بڑھیں؟ کیا یہ ایام سوگ اس لئے منائے جارہے ہیں کہ پبلک ٹرانسپورٹ کو جلا کر شہر کے ٹرانسپورٹ کے گھمبیر مسائل میں اضافہ ہوتا رہے؟ اگر یہ سلسلہ چلتا رہا اور ایام سوگ منانے والی پارٹیوں میں اضافہ ہوتا رہا تو کیا ملک خانہ جنگی کا شکار نہیں ہوگا؟ کیا ہمارے دشمن یہی نہیں چاہتے کہ ہمارا ملک خانہ جنگی کا شکار ہو اور انہیں مداخلت کا موقع میسر آجائے؟ آخر ہمارے سیاسی قائدین ہمیں کدھر لے جانا چاہتے ہیں؟

مختلف حلقے ان خونی دنوں کی مختلف تعبیرات پیش کرتے ہیں۔کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہمارے دشمنوں کی اس سازش کا نتیجہ ہے جس کے ذریعے وہ پاکستان کو اسی طرح تقسیم کردینا چاہتے ہیں جس طرح عربوں کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔مسلم امہ کو چھوڑیں اگر صرف عرب ہی متحد ہوجاتے تو یہود اور اس کے آلہ کار امریکہ کی جرأت نہ ہوتی کہ وہ عربوں کو آنکھیں دکھاسکتے۔لیکن اس تقسیم کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ عربوں کے قیمتی وسائل پر امریکہ کا قبضہ ہوچکا ہے بلکہ فلسطینیوں پر یہودی یلغار جاری ہے۔کوئی دن نہیں جاتا کہ وہاں مسلمانوں کا خون نہ بہتا ہو لیکن اتنی ساری عرب ریاستیں بے بسی کی تصویر بنی نظر آتی ہیں۔وطن عزیز بھی یہود و ہنوز کی سازشوں کا شکار ہوکر دولخت کردیا گیا۔ ہمارے ایک مہربان بڑے فکاہیہ انداز میں کہا کرتے تھے کہ ہمارے دشمنوں نے مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرکے سمجھا کہ پاکستان کا دایاں بازو کاٹ کر انہوں نے بڑا کارنامہ انجام دیا۔انہیں تو بعد میں یہ پتہ چلا کہ یہ ملک تو لیفٹ ہینڈر رہے۔اس کا لیفٹ ہینڈر رہنا ہمارے دشمن کو پسند نہیں آیا۔سازشوں کے جال بنے جاتے رہے لیکن پاکستان مملکت خداداد ہے۔اس ملک کے عطا کرنے والی ہستی یہ کیسے گوارا کرسکتی تھی کہ اسے لخت لخت کردیا جائے۔لہٰذا اس نے ہمیں معجزانہ طور پر ایٹمی قوت عطا فرمادی۔اللہ تعالیٰ کی اسی عطا نے پاکستان کو قائم رکھا ہوا ہے ورنہ قوم بھارتی بنئے کی وہ بڑھک بازیاں نہیں بھولی جو اس نے اپنے ایٹمی تجربے کے فوراً بعد پاکستان کے خلاف کی تھیں۔وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ اب تو پاکستان کو مٹانا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں لیکن پاکستان کی طرف سے بھی جوابی ایٹمی تجربہ کیا گیا تو اس کے بعد اس کی سٹی گم ہوگئی۔وہ اس کی مثال قرآن کریم میں وارد یہود قوم کی مثال بن گئی ہے کہ وہ کس طرح مسلمانوں کی دشمنی کے غیظ و غضب میں اپنی ہی انگلیاں چبا رہے ہیں اور اللہ کی طرف سے کہا گیا کہ تم اپنے غیظ و غضب میں مرجاؤ۔دشمن بہرحال دشمن ہوتے ہیں۔یہود و ہنود کی سازشیں جاری ہیں۔ہماری ایٹمی قوت ان کی آنکھوں میں کھٹک رہی ہے۔یہودیوں کی ہمارے ایٹمی پلانٹ پر ایک حملے کی سازش کو الحمدللہ ناکام بنادیا گیا۔وہ پاکستان کو بھی عراق جیسا سمجھ رہے تھے جس کے ایٹمی پلانٹ پر حملہ کرنے میں وہ کامیاب ہوگئے تھے۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ ہماری تمام تر دینی تعلیمات سے سرکشی کے باوجود ہمارا پشت پناہ بنا ہوا ہے۔گو کہ اس کے عذاب کے سائے ہر دم ہمارے سروں پر منڈلاتے رہتے ہیں۔ہمیں قرآن کریم کے اس پیغام کو عام کرنا چاہئے کہ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ ”دوڑو اپنے رب کی طرف“ اس سے پہلے کہ ہم اس کے غیظ و غضب کا شکار ہوجائیں۔ہماری قوم ایک باشعور قوم ہے۔جب سکندر مرزا نے پہلی مرتبہ ملک میں مارشل لاء نافذ کیا اور اس کے نتیجے میں ایوب خان برسراقتدار آئے، ان دنوں میں ہائی اسکول کا طالب علم تھا۔ہمارے ایک استاد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ بیٹا اب ہمارے ملک کا خدا ہی حافظ ہے۔اس زمانے میں ایوب خان کو قوم کا نجات دہندہ بنا کر پیش کیا گیا تھا، لہٰذا میری سمجھ میں اپنے استاد کی بات نہ آئی۔البتہ جب سقوط ڈھاکہ کا سانحہ پیش آیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ ہمارے استاد کی اس بات میں کتنی سچائی تھی۔ہماری قوم باشعور ہے۔وہ جانتی ہے کہ ماضی میں ملک کے ساتھ کن کن لوگوں نے میر جعفر اور میر صادق کا کردار ادا کیا اور اس قوم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ہمارے جن اپنوں اور بیگانوں نے ملک کی شکست و ریخت میں اہم کردار ادا کیا ان سب کا

انجام کتنا حسرتناک ہوا۔ اگر اللہ کا کرم شامل حال رہا تو امید ہے کہ آئندہ بھی جس نے اس ملک کو توڑنے کی کوشش کی اس کا انجام اس سے مختلف نہیں ہوگا ورنہ ہمارے اعمال اس قابل نہیں۔

ایک دوسرا حلقہ یہ سمجھتا ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ کراچی پر بالادستی کے لئے اپنی اپنی قوت کا اظہار کیا جارہا ہے۔ اور حکومت سابقہ آقاؤں کی ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ بہرحال معاملہ کچھ بھی ہو، ہمیں دیکھنا یہ چاہئے کہ ایسا کس قیمت پر ہو رہا ہے۔ یہ تو حقیقت ہے کہ کراچی میں متحدہ قومی موومنٹ کو بالادستی عملی طور پر حاصل ہے لہٰذا یہ بات ناقابل فہم ہے کہ وہ اپنی طاقت کے اظہار کے ذریعے اپنی عملی بالادستی کو کیوں خطرے میں ڈالنا چاہتی ہے۔ دوسری جانب اے این پی والوں کو بھی اپنی حیثیت کا اچھی طرح علم ہے۔ لہٰذا وہ طاقت کے اظہار کے ذریعے اپنے لوگوں کی جانوں اور مالوں کو کیوں خطرات میں مبتلا کرنے کے درپے ہے۔ ان دونوں پارٹیوں کی ان سرگرمیوں کو پاگل پن کے سوا اور کیا نام دیا جاسکتا ہے۔ اور اگر حکومت واقعی ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کی پالیسی اختیار کئے ہوئے ہے تو وہ آخر یہ پالیسی کب تک جاری رکھ سکتی ہے۔ وہ اپنے اقتدار کو ایک سال سے زیادہ نہیں کھینچ سکتی۔ اس کے بعد اس کے اقتدار کے انجام سے ملک کی عظیم اکثریت اچھی طرح آگاہ ہے۔ اللہ ہماری ان سیاسی جماعتوں کے قائدین کو فہم و تدبر عطا فرمائے اور مفاہمت کے نام پر منافقت کے رویہ کو ختم کر کے وطن عزیز میں حقیقی معنوں میں مفاہمت کی فضا پیدا کرے، تاکہ معاشرے کے مختلف طبقات میں اخوت و محبت کی فضا پیدا ہو اور ہمیں باہمی جدال وقتال سے نجات ملے اور ملک میں امن قائم ہو۔ آمین

اب آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ ملک کے دیگر طبقات کراچی کو اس صورتحال سے نکالنے کے لئے کیا کردار ادا کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے عوام کی نگاہ عدلیہ پر جاتی ہے۔ عدلیہ اور بالخصوص عدالت عظمیٰ کا حال یہ ہے کہ وہ سیاسی مقدمات میں الجھی ہوئی ہے۔ اگرچہ سیاسی وقومی لحاظ سے این آر او، میموگیٹ، مہران بنک اسکینڈل جیسے مسائل کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن قوم کو ان معاملات میں انصاف کے ساتھ ساتھ ریلیف کی بھی ضرورت ہے۔ قوم تو کہتی ہے کہ ؎

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

دیگر سیاسی جماعتیں اپنی اپنی سیاست چمکانے میں مصروف ہیں۔ کہیں سونامی کا چرچا ہے اور کہیں انقلاب کی باتیں ہیں۔ لیکن جس سونامی سے اہل کراچی کو سابقہ ہے اس سے نجات دلانے کی کسی سیاسی جماعت کو کوئی فکر نہیں۔ سیاسی جماعتیں بار بار لانگ مارچ کا تذکرہ کرتے نہیں تھکتیں، لیکن اس مسئلہ پر لانگ مارچ کے لئے تیار نہیں۔ مذہبی جماعتیں دھرنوں کی باتیں تو بہت کرتی ہیں لیکن کسی جماعت کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ ان علاقوں میں جہاں کے عوام مصائب کا شکار ہیں، وہاں دھرنے دینے کا نہ صرف اعلان کریں بلکہ ایسا کر کے دکھائیں۔ علماء کرام دعاؤں کی تلقین کر رہے ہیں کہ ایسے مواقع پر حضور ﷺ نے ہمیں ان دعاؤں کی تلقین کی ہے لیکن وہ سیرت کے اس پہلو کا تذکرہ نہیں کرتے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے موقع پر اہل ایمان کو پہلے کفار کے مقابلے میں کھڑا کیا اور پھر اللہ کے حضور کامیابی کے لئے دعا فرمائی۔ علماء ہوں یا سیاستدان' ان کا کردار صرف بیان بازی تک محدود ہے۔ اس سے آگے کسی عملی اقدام کے لئے تیار نہیں، البتہ ایک دوسرے کے خلاف الزامات لگانے میں پیش پیش ہیں۔ یہ صورتحال انتہائی خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو وطن عزیز کو جو سنگین خطرات لاحق ہیں ان سے نکالنے کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حل تو صرف ایک ہی ہے اور وہ من حیث القوم ہمارا اللہ کی طرف رجوع، اس کے حضور خالص توبہ اور آئندہ اپنے توبہ پر قائم رہنے کا عزم اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق کا طلب کیا جانا۔ اس کے علاوہ اور کوئی حل ہے ہی نہیں۔ ففروا الی اللہ۔ دوڑو اللہ کی طرف۔ پکڑو اس کی پناہ۔ اسی میں نجات ہے۔ دنیا کے عذاب سے بھی اور آخرت کی رسوائی اور اللہ کے عذاب سے بھی۔

تنظیم اسلامی میرپور جاتلاں کے زیر اہتمام ایک فکر انگیز نشست

پاکستان کی بقا...... مگر کیسے؟

مقررین

محترم حافظ عاکف سعید
(امیر تنظیم اسلامی)

محترم اوریا مقبول جان
(ممتاز دانشور و کالم نگار)

صدارت: محترم مفتی محمد رویس خان ایوبی (مفتی اعظم آزاد کشمیر)

24 اپریل 2012ء بروز منگل بعد از نماز مغرب
بنکیال میرج ہال (نزد کشمیر پریس کلب) میرپور

اپنے احباب کے ہمراہ اس ملی پروگرام میں بروقت شرکت فرما کر ممنون فرمائیں

خواتین کے لیے پردہ کا انتظام ہو گا

الداعی الی الخیر: تنظیم اسلامی میرپور/جاتلاں
0322-5828180 - 0346-7944037 - 0345-8883449

فیصل آباد میں تنظیم اسلامی کے ذمہ داران کا خصوصی تربیتی اجتماع

مرتب: نورالوری

جس طرح ایک انسان کی ذاتی زندگی میں کچھ ایسے واقعات پیش آتے ہیں جن کو وہ زندگی بھر یاد رکھتا ہے اور وقتاً فوقتاً ان پرانی یادوں کو ذہن میں تازہ کر کے قلب وجگر میں کیف ونشاط کی کیفیت محسوس کرتا ہے، اسی طرح ایک تحریک اور اجتماعیت کے سفر میں بھی کچھ ایسے ناقابلِ فرموش لمحات آتے ہیں جو اس تحریک اور اجتماعیت کے کارکنوں کے لئے قیمتی سرمایہ کی حیثیت رکھتے اور اُن کے جذبے اور ولولے کو ازسرِ نو تازہ کرنے کے لئے مہمیز کا کام دیتے ہیں۔ وہ کارکن جو غفلت اور جمود کے دبیز پردوں تلے دب کر اپنا جذبۂ عمل کھو چکے ہوتے ہیں، یہ گھڑیاں انہیں بھی خوابِ غفلت سے جگا کر فکر وعمل کے میدان میں لاکھڑا کرتی ہیں۔

تنظیم اسلامی کا قافلہ اقامت دین اور قیام خلافت کا مشن لئے رواں دواں ہے۔ مارچ 2012ء کے آخری عشرے میں تنظیم اسلامی کے مناصب امارت پر فائز رفقاء کا ایک خصوصی تربیتی اجتماع قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں منعقد ہوا۔ اپریل 2010ء میں جب پہلی بار یہ اجتماع اسی مقام پر منعقد ہوا تھا تب بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بھی اس میں شرکت کی تھی۔ یہ ان کی حیاتِ دنیوی کی کسی دینی اجتماع میں آخری شرکت تھی اور ٹھیک تین دن بعد 14/اپریل کو وہ ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئے۔ ڈاکٹر صاحب اس اجتماع میں بار بار اپنے رفقاء سے یہ کہتے رہے کہ شائد یہ میری آپ لوگوں سے آخری ملاقات ہو۔ اس اجتماع کے اختتام پر انہوں نے اجتماعی دعا بھی مانگی۔ اس دوران میں ان پر ایک خاص ایمانی کیفیت طاری ہوگئی۔ دعا مانگتے ہوئے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں اور وہ زاروقطار رونے لگے۔ اِس رقت آمیز دعا کے اثرات رفقاء کے اذہان وقلوب پر ایک عرصہ تک رہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی زندگی کی آخری یادگار اجتماعی دعا تھی جو آج بھی رفقاء کی آنکھوں کو پُرنم کر دیتی ہے۔ 2010ء کے بعد یہ دوسرا موقع تھا جب ایک بار پھر تنظیم اسلامی نے امارت کے مناصب پر فائز رفقاء کو آپس میں مل بیٹھنے اور اپنے فکر کو تازہ کرنے کا موقع فراہم کیا۔

24 مارچ بروز ہفتہ صبح 10 بجے اجتماع کا آغاز امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کی اثر انگیز اور دلنشیں افتتاحی گفتگو سے ہوا۔ امیر محترم نے ذمہ داران کو اس اجتماع میں شرکت پر خوش آمدید کہا اور اجتماع کی اہمیت وضرورت کے حوالے سے مختصراً گفتگو فرمائی۔ ساڑھے دس بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ چائے سے فارغ ہو کر گیارہ بجے امیر محترم نے ''بنیادی عقائد'' کے عنوان کے تحت تعارف ''تنظیم اسلامی'' کے ایک باب کا مطالعہ کرایا، جس کو رفقاء نے بہت مفید پایا۔ بارہ بجے جناب خالد محمود عباسی نے ''بنیادی دعوت، توبہ، تجدید ایمان اور تجدید عہد'' کے موضوع پر خطاب کیا، جو نماز ظہر تک جاری رہا۔ ظہر کے بعد طعام اور آرام کے لئے وقفہ کیا گیا۔ عصر کے بعد امیر محترم نے ''قرآن اور جہاد'' نامی کتابچے کا مطالعہ کروایا۔ مغرب کے بعد جناب مختار حسین فاروقی نے ''حقیقت زندگی مبدأ ومعاد'' کے موضوع پر مفصل خطاب کیا جو عشاء تک جاری رہا۔

دوسرے دن 25 مارچ کو نماز فجر کے بعد مرکزی ناظم دعوت و تربیت جناب رحمت اللہ بٹر نے ''عبادت رب'' کے موضوع پر درس دیا۔ درس کے بعد ناشتہ اور تیاری کے لئے وقفہ کیا گیا۔ آٹھ بجے فاروقی صاحب نے ''امت مسلمہ کی 14 سو سالہ تاریخ پر ایک طائرانہ نگاہ'' کے موضوع پر طویل لیکچر دیا اور ملٹی میڈیا کے ذریعے امت مسلمہ کی پوری تاریخ کو اجمالاً ذہنوں میں راسخ کیا۔ گیارہ بجے امیر محترم نے ''اسلام برعظیم پاک و ہند میں'' نامی کتاب کا مطالعہ کروایا۔ بارہ بجے ''اسلام اور پاکستان'' نامی کتاب کے ایک باب ''قیام پاکستان کا پس منظر'' کا مطالعہ کروایا گیا۔ یہ ذمہ داری بھی امیر محترم نے ادا کی۔ طعام وآرام کے وقفے کے بعد نماز عصر ادا کی گئی اور نماز کے بعد ڈاکٹر عبدالسمیع نے ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ'' کا مطالعہ شروع کیا۔ یہ مطالعہ نماز عشاء تک جاری رہا۔ بانی محترم کی اس ثقیل تحریر کو ڈاکٹر عبدالسمیع اور امیر محترم نے مل کر بہت آسان الفاظ میں پیش کیا۔

تیسرے دن 26 مارچ کو نماز فجر کے بعد جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے ''شہادت علی الناس'' کے موضوع پر درس دیا۔ آٹھ بجے سمیع صاحب نے ''برعظیم پاک و ہند میں اسلام کے انقلابی فکر سے انحراف کی راہیں'' کا مطالعہ شروع کیا۔ یہ مطالعہ نماز ظہر تک جاری رہا۔ نماز عصر کے بعد امیر محترم نے ''اسلام اور پاکستان'' کے بقیہ ابواب کا مطالعہ کرایا۔ مغرب کے بعد رفیق تنظیم شیخ سلیم نے کلام اقبال سے شکوہ اور جواب شکوہ کے چند اشعار کو نہایت خوبصورت انداز میں پیش کیا جس نے رفقاء کی تکان کو لطف وسرور کی کیفیت میں بدل دیا۔ اس کے بعد سمیع صاحب نے ''اسلام اور سیکولرازم'' کے موضوع پر مختصر مگر جامع خطاب کیا۔

چوتھے اور آخری دن 27 مارچ کو نماز فجر کے بعد رحمت اللہ بٹر صاحب نے ''اقامت دین'' کے موضوع پر درس دیا۔ 8 بجے امیر محترم نے ''فکر اقبال کی روشنی میں حالات حاضرہ اور ہماری قومی ذمہ داریاں'' کا مطالعہ کروایا۔ یہ دراصل بانی محترمؒ کا وہ مقالہ تھا جو انہوں نے 1986ء میں الحمراء ہال میں یوم اقبال کے موقع پر پڑھ کر سنایا تھا۔ بانی محترم کی اس تحریر میں خطیبانہ جوش وخروش بھی تھا اور ادیبانہ چاشنی بھی، تنقید کی تلخی بھی اور طنز ومزاح کی مٹھاس بھی۔ اس مطالعے سے رفقاء کو فکر اقبال کو حالات حاضرہ کے تناظر میں سمجھنے کا موقع ملا۔ گیارہ بجے انجینئر حافظ نوید احمد نے ملٹی میڈیا کے ذریعے ''رسولِ انقلاب کا طریق انقلاب'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ اس کے بعد اقبال کا دعائیہ کلام ''یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے'' پیش کیا گیا۔

ساڑھے بارہ بجے امیر محترم کا اختتامی خطاب شروع ہوا جو نماز ظہر پر اختتام پذیر ہوا۔ یہ اختتامی خطاب دراصل پورے اجتماع کا نچوڑ اور خلاصہ تھا۔ امیر محترم نے حلقہ فیصل آباد کی مثالی مہمان نوازی کو سراہا اور تمام رفقاء سے ذاتی دعا کے لئے درخواست کی۔ خطاب کے آخر میں رفقاء کے سوالات کے جوابات دیئے گئے اور امیر محترم نے اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع کا اختتام کیا۔ تمام رفقاء ایک نئے جذبے اور ولولے کے ساتھ اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے لئے وقف کئے گئے اوقات اور سفر کی مشکلات کو رفقاء کے لئے توشہ آخرت بنائے۔ آمین!

☆☆☆

اس کی پکڑ بہت سخت ہے

اوریا مقبول جان

ان لوگوں کے وہم وگمان میں نہیں ہوگا جنہوں نے اس مملکت خداداد پاکستان کے قیام سے لے کر آج تک ہر اس نقش کو مٹانے، کھرچنے اور تلف کرنے کی کوشش کی، جس سے اس ملک کے قیام کے پیچھے اسلام سے محبت، اس کے اصولوں کی حاکمیت اور اس کے قانون کے لئے کٹ مرنے کا ثبوت ملتا تھا۔انہوں نے ان لاکھوں شہیدوں کے خون کا مذاق اڑایا، اور ان کی موت کو ایک معاشی استحصال کے لئے لڑی جانے جنگ کا نام دیا۔ یہ آج کی نسل کو ایسی کہانیاں سناتے ہیں جس کا کوئی تعلق خالصتاً اسلام کے نام پر وجود میں آنے والے اس واحد ملک پاکستان سے نہیں۔ان میں وہ تمام سیکولر قوتیں شامل ہیں جن کے لئے پاکستان کا اسلام کے نام پر قائم ہونا ایک شدید دھچکے سے کم نہ تھا۔ ان میں سرفہرست وہ بیوروکریٹ تھے جنہیں انگریز نے غلامی کی لوریاں دے دے کر پالا تھا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے بانی پاکستان قائداعظم کے اگست 1947ء میں قائم کردہ پہلے اسلامی تھنک ٹینک ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک ری کنسٹرکشن کے اس تمام ریکارڈ کو جلا دیا جس میں قائداعظم کے کہنے کے مطابق علامہ محمد اسد نے ایک اسلامی ریاست کے آئین اور قانون کا خاکہ مرتب کیا تھا۔ لیکن میرا اللہ کتنا مہربان ہے، وہ ان کی چالوں کو خوب سمجھتا ہے اور وہ اپنے نیک بندوں کے کام کو کہیں محفوظ ضرور رکھتا ہے کہ کبھی کوئی دیوانہ اس کی تلاش میں نکلے تو اسے مل جائے۔

میرا اللہ کا لاکھ لاکھ کرم ہے کہ اس نے اپنے فضل سے یہ تلاش رائیگاں نہیں جانے دی۔ العلم ٹرسٹ کے قیام کے وقت جب میں نے ان تمام لوگوں کے کام کو اکٹھا کرنا شروع کیا جنہوں نے اب تک اس ملک میں اسلامی قوانین کی تدوین کے لئے علمی کوشش کی تھی تو علامہ محمد اسد اس جدوجہد کے سرخیل نکلے۔ میری حیرت کی انتہا نہ رہی، انہیں قائداعظم نے خود اس ملک کے لئے ایک اسلامی قوانین کا مجموعہ مرتب کرنے کا کام سونپا تھا۔ ایسے وقت جب خزانے میں چند لاکھ روپے تھے، اس ادارے کے لئے فنڈز مختص کیے گئے۔ میری تلاش اس ادارے کے اغراض و مقاصد حاصل کرنے کے لئے بھٹک رہی تھی۔ مجھے صرف ان کے رسالے عرفات کی فائلیں پنجاب پبلک لائبریری میں مل سکیں۔ لیکن آپ میری خوشی کا اندازہ نہیں کر سکتے جب میرے ہاتھ اگست 1947ء میں شائع ہونے والے وہ بائیس صفحات ملے جنہیں گورنمنٹ پرنٹنگ پریس نے چھاپا تھا اور ان کا عنوان تھا:

"Aims and Objects of Department of Islamic Reconstruction" اس کے پہلے ہی صفحے پر لکھا گیا ہے ''اس منشور کا اردو ترجمہ بہت جلد شائع کیا جائے گا''۔ یہ خوشی ابھی مجھے اپنے رب کے حضور پوری طرح شکر گزار ہونے کا موقع ہی نہیں دے پائی تھی کہ میرے ہاتھ علامہ محمد اسد کی وہ سات تقریریں لگ گئیں جو انہوں نے ستمبر 1947ء یعنی پاکستان بننے کے صرف پندرہ دن بعد قائداعظم کی فرمائش پر ریڈیو پاکستان سے کی تھیں اور جس میں انہوں نے اس مملکت خداداد پاکستان کے قیام کے مقاصد واضح طور پر بیان کئے تھے۔ یہ وہ دور تھا جب اس ملک میں وہ تمام لوگ زندہ تھے جو جانتے تھے کہ ہم نے یہ ملک کس لیے حاصل کیا تھا۔ ہم نے اپنے گھربار کیوں چھوڑے، اپنے پیاروں کو کیوں قربان کیا، ہماری عورتوں نے اپنی عصمتیں بچانے کے لئے خودکشیاں کیوں کی تھیں۔ پاکستان کی تحریک کے روح رواں اور برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی آنکھ کا تارا اور امید کا چراغ قائداعظم اس ملک کو کیا، کیسا اور کس نظام پر مبنی دیکھنا چاہتے تھے۔ پاکستان کے پہلے محکمے جس کے نام کے ساتھ اسلام کا لفظ وابستہ تھا اس کے اغراض و مقاصد اتنے واضح ہیں کہ شک کی کوئی بنیاد نہیں رہتی۔ مقاصد یوں ہیں: یہ ادارہ اس لیے قائم کیا گیا ہے کہ پاکستان کی مسلم ملت (یہاں ملت کا لفظ استعمال ہوا ہے) کی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق ترتیب دینے کے لئے سفارشات مرتب کرے۔ منشور میں فخر کے ساتھ کہا گیا ہے کہ پوری دنیا میں آج کے دور میں یہ پہلا ادارہ ہے جس کے ساتھ اسلامک کا لفظ تحریر ہے۔ مقاصد میں تحریر ہے کہ ہمارے آج کے پڑھے لکھے لوگوں کے مطابق تمام ممالک میں پرانے فیشن کے قوم پرستانہ تعصبات پر یقین رکھتے ہیں، یہ سب ہمارے لیے بے معنی ہیں۔ اس لیے کہ ہم نے جدید ترین مذہب اسلام کے مطابق دنیا کے سب سے کامیاب تجربے یعنی ایک اسلامی ریاست کے قیام کی فتح سے ہمکنار ہوئے ہیں۔ ہم آئین کی ترتیب میں اسلامی روح کے مطابق اقلیتوں کے تمام تحفظات کو بھی شامل کریں گے جو انہیں اس ملک جو اسلام کے نام پر بنا ہے کا کارآمد شہری بنا سکے۔ اس ادارے نے اپنے لیے تین اہم شعبوں کو آئین کی سفارشات کے علاوہ منتخب کیا۔ سب سے پہلے ایک اسلامی نصاب تعلیم کی تدوین، اس کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کی تعلیم ہر پاکستانی شہری کے لئے لازمی قرار دی جائے۔ قرآن کو براہ راست سمجھنے کے لئے عربی تعلیم کو رائج کیا جائے۔ قرآن و سنت کی تعلیم کے لئے فقہ کی بجائے براہ راست ماخذ کی تعلیم دی جائے۔ دوسرا شعبہ معاشیات اور اسلامی قوانین تجارت کی تدوین تھا۔ جس میں اسلامی نظام معیشت کے لئے بدترین اور خون نچوڑنے والے سودی بینکاری نظام کا خاتمہ تھا۔ تیسرا شعبہ اسلامی وقف املاک کو ملت کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کے طریقے وضع کرنا تھے۔ ان سب کے علاوہ ایک مقصد یہ بھی اس محکمے نے اپنے ذمہ لیا کہ معاشرے میں اسلامی اخلاقیات کیسے متعارف کروائی جا سکتی ہیں۔ سچ، خیر، انصاف، اخوت، بھلائی اور شرم و حیا کیسے عام کی جا سکتی ہیں۔

ریڈیو پاکستان سے ستمبر 1947ء میں قائداعظم کے اس منتخب کردہ صاحب علم و دانش علامہ محمد اسد کی تقاریر دو قومی نظریے اور اسلامی حکومت کے خدوخال کو اس طرح واضح کرتی ہیں۔ پہلی تقریر کا آغاز اس فقرے سے ہوتا ہے کہ میں پاکستان کی ملت اسلامیہ میں ان کروڑوں لوگوں کی آواز کے طور پر آپ سے مخاطب ہوں جو یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں سب سے بڑی سچائی جو انسانیت پر آشکار ہوئی وہ لا الٰہ الا اللہ تھی۔ ہماری سب سے بڑی امید، آرزو اور مطالبہ اس پاکستان

کو حاصل کرنے کے لئے یہ تھا کہ ہم اس کلمہ طیبہ کے مطابق اپنے طرز زندگی کو آزادانہ طریقے سے استوار کر سکیں۔ ہم ایک امتحان کے دور سے گزر رہے ہیں۔ اس ملک کی اس نسل پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس آزاد مملکت کا اسلامی تشخص اور اسلامی طرز زندگی پوری دنیا پر واضح کرے۔ دوسری تقریر میں مسلمانوں کی تمام عالم پر سرفرازی کا نکتہ قرآن کی اس آیت سے لیا گیا ہے۔ ''تم ہی کامیاب ہو گے اگر تم مومن ہو''۔ تیسری تقریر میں کہا گیا کہ اس وقت ہماری روحانی سچائی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنی تمام غلطیوں کو تسلیم کریں اور اپنی تمام خامیوں کی نشاندہی کریں ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ ہم کتنے برے ہیں اور ہم نے اپنے اللہ کے احکامات کی کس قدر خلاف ورزیاں کی ہیں۔ چوتھی تقریر میں یہ کہا گیا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ ہم نے یہ ملک خالصتاً اسلام کے جذبے کے تحت حاصل کیا۔ ہمارے بڑے چھوٹے سب کے دلوں میں اسلام کی محبت کا دریا موجزن ہے لیکن جس چیز کی ہم میں کمی ہے وہ یہ کہ ہم اپنی زندگیوں پر اسلام کو کیسے نافذ کرتے ہیں۔ پانچویں تقریر میں علامہ اسد نے وہ تمام شکوک شبہات دور کیے۔ کہا کہ علامہ اقبال اس جدوجہد کے روحانی پہلو کو اجاگر کرتے رہے اور قائداعظم اس کے سیاسی پہلوؤں کو، لیکن دونوں ایک ہی راستے کے مسافر ہیں کہ برصغیر کے مسلمانوں کو ایک ایسا مستقبل فراہم کریں جو اسلام کے اصولوں پر مبنی ہو۔

یہ تھا وہ خواب جو ہمارے بزرگوں نے دیکھا۔ یہ تھا وہ وعدہ جو انہوں نے یہاں کے کروڑوں مسلمانوں سے نہیں بلکہ اپنے اللہ کے ساتھ کیا۔ ہم کتنے بدنصیب ہیں کہ ہمارے خاندانی بڑے اگر جائیداد، رشتے داری یا کاروباری لین دین کے معاملے میں کوئی وعدہ کر کے دنیا سے چلے جائیں تو اسے بہر صورت نبھاتے ہیں لیکن ہمارے بزرگوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا اور جس کی نعمت اور برکت سے ہمیں یہ ملک ملا، ہم اسے فراموش کر گئے۔ اس کے باوجود ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم پر اللہ مہربان ہوگا۔ مرے ہوئے باپ کا وعدہ پورا نہ کرو تو کہتے ہیں اس کی قبر کو کیا منہ دکھائیں گے اور حی و قیوم اور تا ابد قائم رہنے والے اللہ سے وعدہ کر کے مکر جاؤ تو اس سے کیا توقع رکھتے ہو۔ شکر کرو وہ رحمٰن و رحیم ہے جو ہمیں ڈھیل دے رہا ہے لیکن پھر یاد رکھو وہ خود فرماتا ہے، میری پکڑ بہت سخت ہے۔ (بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

قرآن حکیم کی عظمت، تعارف اور حقوق و مطالبات
جیسے علمی و عملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ

قرآن حکیم اور ہم

از ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ تقریباً 500 صفحات پر مشتمل فکر انگیز تالیف

خود پڑھیے۔ دوسروں کو تحفہ میں دیجیے!

اشاعت خاص (مجلد):
امپورٹڈ آفسٹ پیپر، قیمت: 400 روپے
اشاعت عام (پیپر بیک):
امپورٹڈ بک پیپر، قیمت: 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-042-35869501
maktaba@tanzeem.org

بانی تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان
محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے
2004ء میں دورۂ انڈیا کے دوران دیئے گئے خطبات کا مجموعہ

خطباتِ ہند

1 امت مسلمہ کا ماضی حال اور مستقبل
2 امت مسلمہ کے لیے تین نکاتی لائحہ عمل

1 عظمت قرآن
2 Duties of True Momin (English)

1 نجات کی راہ
2 نیکی کا قرآنی تصور

1 حب رسول ﷺ کے تقاضے
2 نفاق کی حقیقت

1 ایمان، اسلام اور اللہ کی راہ میں جدوجہد
2 حقیقت و اقسام شرک

1 برصغیر میں دعوت اسلام کے لیے مواقع
2 راہ ولایت: ایمان کے حصول میں فطرت اور عقل کی راہنمائی

1 خلافت کی حقیقت
2 خلافت کا معاشی نظام
3 اسلام کا سیاسی اور معاشرتی نظام
4 ڈاکٹر اسرار احمد سے انٹرویو

7DVDs پر مشتمل سیٹ کی قیمت 420 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36-K ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-35869501-42-92+
ای میل: maktaba@tanzeem.org ویب سائٹ: www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن کے زیر اہتمام تربیتی اور اصلاحی نشست

تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام ہر مہینے ایک تربیتی اور اصلاحی نشست منعقد کی جاتی ہے، جس میں مختلف دروس اور لیکچرز ہوتے ہیں۔ اس دفعہ یہ پروگرام 18 مارچ 2012ء بروز اتوار دن 11 بجے قرآن اکیڈمی (ماڈل ٹاؤن) میں منعقد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز ''حزب اللہ کے اوصاف'' کے موضوع پر مذاکرہ سے ہوا۔ اس کے بعد رفیق تنظیم حامد سجاد طاہر نے ''اصل کامیابی'' کے موضوع پر درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ آج کے دور میں کامیاب انسان اس کو سمجھا جاتا ہے جو دنیاوی سٹیٹس رکھتا ہو، جس کے پاس اسباب و وسائل زیادہ ہوں، یعنی دنیاوی ترقی میں بہت آگے ہو، جبکہ اللہ کے نزدیک کامیاب انسان وہ ہے جو غیب پر ایمان لائے، اللہ کا تقویٰ اختیار کرے، قرآن سے ہدایت لے ہو، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اطاعت گزار ہو۔ رجوع الی القرآن کورس پارٹ ون کے طالب علم ظہیر علوی نے سیرت صحابہؓ پر خطاب کیا، اور صحابہ کرامؓ کی عظمت و فضیلت بیان کی ۔ انہوں نے کہا کہ قرآن حکیم میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں ''رضی اللہ عنہم و رضواعنہ'' کے الفاظ آئے ہیں۔ صحابہ اللہ اور رسول ﷺ سے محبت کرنے والے تھے۔ ہم تک جو دین پہنچا ان ہی کے ذریعے پہنچا۔ صحابہؓ کا روشن کردار و عمل ہمارے لیے رول ماڈل ہے، جسے ہمیں پورے ذوق و شوق سے اپنانا چاہئے۔ ان کی زندگیاں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن کے معتمد خالد لطیف نے انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر مختصر گفتگو کی۔ نماز ظہر کے بعد کلیۃ القرآن (قرآن کالج) کے استاد آصف علی حیدر نے ''نظام کی تبدیلی میں تہذیب نفس کا کردار'' کے موضوع پر درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ تہذیب نفس نظام کی تبدیلی کے لیے اٹھنے والا پہلا قدم ہے۔ نفس کو کمزور کرنے والی سب سے بڑی چیز حُبّ دنیا اور حب جاہ ہے، جس کا مؤثر علاج قرآن کریم کی تلاوت ہے۔ پھر یہ کہ ہمیں معلوم ہو کہ قرآن ہم سے کیا بات کرتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن کی زبان سیکھیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے۔ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے، لیکن ہماری اکثریت دنیا کی زندگی میں گم ہو کر رہ گئی ہے۔ پروگرام کے آخر میں مذاکرہ کرایا گیا۔ ظہرانے کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: مرتضیٰ احمد اعوان)

تنظیم اسلامی سرگودھا کا ایک روزہ تربیتی و مشاورتی اجتماع

11 مارچ بروز اتوار مسجد جامع القرآن سرگودھا میں حلقہ کا ایک روزہ تربیتی و مشاورتی اجتماع منعقد ہوا۔ اجتماع کا آغاز صبح پونے دس بجے ڈاکٹر جاوید اقبال (رکن مرکزی مجلس مشاورت) نے تلاوت قرآن حکیم سے کیا۔ انہوں نے سورۃ التوبہ کی آیات 111، 112 کی تلاوت کی۔ بعد ازاں امیر مقامی تنظیم ملک محمد افضل اعوان نے درس حدیث دیا۔ جس کا موضوع ''امت کی اصلاح کیسے ہو'' تھا۔ ڈاکٹر ناصر ملک نے قرآن و حدیث کی روشنی میں محاسبہ نفس کی ضرورت اور اہمیت پر ایک جامع درس دیا، اور اِس کی اہمیت اور علمی پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ پونے گیارہ بجے امیر حلقہ نے عبادت رب، شہادت علی الناس اور اقامت دین کے حوالے سے ایک مذاکرہ کرایا۔ موضوع تھا ''میں کہاں کھڑا ہوں۔'' دوپہر 12 بجے ڈاکٹر ناصر ملک نے ''نماز میں خشوع و خضوع کیسے پیدا کیا جائے'' کے موضوع پر بیان کیا۔ ایک بجے نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ اڑھائی بجے پروگرام کا دوبارہ آغاز ہوا تو سب سے پہلے اس مرکزی مجلس مشاروت کے ممبر کے لیے ملتزم رفقاء سے رائے لی گئی۔ یہ ذمہ داری نائب ناظم اعلیٰ پروفیسر خلیل الرحمان نے نبھائی۔ انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مشاورت کی ضرورت اور اہمیت کو رفقاء کے سامنے واضح کیا۔

سہ پہر تین بجے حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ سہ ماہی مشاورت کا اہتمام کیا گیا۔ آخر میں امیر حلقہ نے تمام رفقاء کا شکریہ ادا کیا اور امیر محترم کے سالانہ اجتماع کے موقع پر رفقاء کو دیے گئے اہداف کا اعادہ کیا۔ مسنون دُعا کے ساتھ یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی سربلندی کے لیے اپنا تن من دھن کھپانے کی توفیق عطا فرمائے

(رپورٹ۔ غلام رسول)

تنظیم اسلامی سکھر کے زیر اہتمام فہم دین پروگرام

مقامی تنظیم سکھر کے زیر اہتمام گزشتہ دنوں فہم دین پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز سہ پہر تین بجے حافظ عزیز اللہ بگول کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے اقامت دین کی جدوجہد کی ضرورت واہمیت پر گفتگو کی۔ بعد از نماز عصر امیر مقامی تنظیم عرفان طارق ہاشمی نے اعمال صالحہ کے بارے میں گفتگو کی۔ جناب اسرار احمد شیخ نے نماز کے صحیح طریقہ کا عملی طور پر مشاہدہ کرایا۔ بعد از نماز مغرب بانی محترمؒ کا خطاب بذریعہ آڈیو کیسٹ سنایا گیا۔ یہ پروگرام رات آٹھ بجے اسرار احمد صاحب کی دُعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

تنظیمی اطلاع

مقامی تنظیم حیدر آباد سٹی میں کامران یوسف خلجی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ حیدر آباد کی جانب سے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 29 مارچ 2012ء میں مشورہ کے بعد جناب کامران یوسف خلجی کو مقامی تنظیم حیدر آباد سٹی کا امیر مقرر فرمایا۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی ڈیرہ اسماعیل خان کے سینئر رفیق جناب محمد صادق بھٹی کا حال ہی میں ہرنیا کا آپریشن ہوا ہے۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی کی تنظیم کلفٹن کے امیر محمد عابد خان کے تایا شدید علیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ قارئین سے بھی ان کے لئے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کے منفرد اُسرہ غازی پور کے نقیب محمد بلال کے والد وفات پا گئے

☆ قرآن اکیڈمی لاہور کے ڈرائیور محمد جعفر کی خالہ صاحبہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئیں۔

☆ قرآن اکیڈمی ڈیفنس کے ایڈمن انچارج جناب عبدالرحمان جدون کے والد کا انتقال ہو گیا۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی کے ملتزم رفیق محمد فہیم کی تائی اماں اور ممانی گزشتہ دنوں رحلت فرما گئیں۔

☆ تنظیم اسلامی پھالیہ کے رفیق زاہد عباس والد وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین اور رفقائے تنظیم اسلامی سے بھی مرحومین کے لئے دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

Sumaira Khalid

AFTERTHOUGHTS ON DR. MUNAWAR A. ANEES' LECTURE

"Open your eyes and get to work" was the unequivocal message conveyed by Dr. Munawar A. Anees in his lecture "Islamophobia, Neo-Orientalism and the Prophet ﷺ". The hallow, evil and callous attack on Islam and the Muslims has reached an unprecedented level. Dr. Munawar A. Anees brought facts, thoughts and images together to inform us of the magnitude of a devastating reality. His lecture drew in some reflections.

Islamophobia is the irrational fear, hatred and antipathy for Islam and the Muslims that is cultivated in the hearts of ignorant masses by those who "fear" the power of truth. It is the same old "desired consequence" --- for which the Kuffaar used every available means --- i.e. maligning Islam and the last Prophet ﷺ, and defaming it to such an extent that sensible rational ears would turn deaf to its call. The new active "antecedents" for achieving this goal are the Neo-orientalists. These are a large number of ex-Muslims being supported by anti-Islamic elements to present and spread their erroneous cum malicious views about Islam. The Islamophobes and Neo-orientalists are directing their attack towards zIslam and the personage who was chosen to give the message and who served as the last example. The attackers think that by attacking Prophet Muhammad ﷺ and maligning his status they will be able to keep their masses away from Islam.

The Mushrikeen of Makkah thought the same --- and the mindset hasn't changed over the years. Fearing that the pilgrims arriving to Makkah would be impressed by Muhammad ﷺ and the Divine speech, they used the available media --- their men --- to spread propaganda against Muhammad ﷺ and his religion. In spite of acknowledging Prophet Muhammad ﷺ as *As-Sadiq* and *Al-Ameen*, they approached the pilgrims with blatant lies warning them of the speech of the poet, a magician, a sorcerer! This, however, did not prevent what they feared. A pledge of allegiance was taken by a few people at Al-Aqabah, a year after which, another pledge took place at the same place by more than seventy people. The community of Muslims grew and Madinah promised so much support for the Muslims that the callously victimized believers of Makkah migrated to Madinah and so did Prophet Muhammad ﷺ. With this, the worst fears of the Kuffaar were confirmed. A Muslim state flourished in Madinah and soon a decisive battle between 313 staunch Muslims and a 1000 heathens was fought when truth won over falsehood.

It was a united, comprehensive and perpetual struggle against the tide, along with Allah's pleasure that resulted in the eventual victory of Islam over everything. If we are facing the same hyped propaganda against the Muslims, then our struggle needs to be weighed. Is our struggle against Islamophobia proportionally equal to the persistent attacks from all sides? Our struggle has to be weighed in terms of "quality" because the issue of a proportion in "quantity" was never understood as an impediment for us. In fact, being large in numbers and yet like the "foam of the sea" is something to worry about.

We are quite unlike the Muhajireen and Ansaar who were closely knit together in a loving bond by their faith. They were active agents working to safeguard Islam, aware of the severity of the venom emitting from the fronts of the enemy. Moreover, they were serious students of Islam and lived austere lives. These ideals need to be known and emulated and our struggle as an Ummah needs to be geared up and accelerated.

The lecture was a reminder of our dormance and ignorance and the damage it has caused --- it was a wake-up call!

بانئ تنظیمِ اسلامی و داعئ تحریکِ خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی چند فکر انگیز تصانیف

داعئ رجوع الی القرآن کا شہرہ آفاق دورۂ ترجمۃ القرآن
اب کتابی شکل میں بعنوان

بیان القرآن

حصہ اول: صفحات: 359، قیمت 450 روپے
حصہ دوم: صفحات: 321، قیمت 400 روپے
حصہ سوم: صفحات: 331، قیمت 400 روپے

شرک کی حقیقت، اقسام اور دورِ حاضر کے
شرک سے واقفیت کے لیے مطالعہ کیجئے

حقیقت و اقسامِ شرک

قیمت اشاعت عام: 50 روپے، خاص: 90 روپے

سیرت النبیؐ کی روشنی میں
اسلامی انقلاب کے مراحل، مدارج اور لوازم

منہجِ انقلابِ نبویؐ

مجلد: 400 روپے غیر مجلد: 200 روپے

بعثتِ انبیاء کا اساسی مقصد بعثتِ محمدیؐ
کی اتمامی و تکمیلی شان

نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت

اشاعت خاص: 40 روپے، عام: 30 روپے

ایک مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی
ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟

دینی فرائض کا جامع تصور

اشاعت خاص 25 روپے، عام 15 روپے

ایمان کے لغوی اور شرعی معنی ایمان کا فلسفہ ایمان و عمل کا باہمی تعلق
اپنے موضوع پر لاثانی تحقیقی و فکری تصنیف

حقیقتِ ایمان

اشاعت خاص: 120 روپے

سورۃ العصر کی روشنی میں

راہِ نجات

اشاعت خاص: 45 روپے عام: 30 روپے

قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟

عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اشاعت خاص 35 روپے، عام 20 روپے

اُمتِ مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل

اور نہی عن المنکر کی خصوصی اہمیت

مجلد 100 روپے، غیر مجلد 45 روپے

پاکستان اور ملتِ اسلامیہ کے حال اور مستقبل کے
تناظر میں لکھے گئے فکر انگیز اخباری کالموں کا مجموعہ

بصائر

صفحات: 130 قیمت: 65 روپے

تحریکِ پاکستان کا تاریخی و سیاسی پس منظر،
اسلامیانِ پاکستان کا تہذیبی و ثقافتی پس منظر

اسلام اور پاکستان

اشاعت خاص: 60 روپے

برعظیم پاک و ہند میں

اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل

اور اس سے انحراف کی راہیں

اعلیٰ ایڈیشن: 50 روپے

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی اور مقبول عام دستاویز
جس کا انگریزی، عربی، فارسی اور سندھی میں ترجمہ ہو چکا ہے

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص: 45 روپے، عام: 25 روپے

سابقہ اور موجودہ

مسلمان اُمتوں کا ماضی حال اور مستقبل

اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری

اشاعت خاص 100 روپے

ڈاکٹر صاحب کے دو خطبات کا مجموعہ

اسلام میں عورت کا مقام

اشاعت خاص: 100 روپے، عام: 60 روپے

مفصل فہرست طلب کیجئے: مکتبہ خدام القرآن، 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔فون نمبر 3-042-35869501